رجسٹرڈ آصفیہ (نمبر ۱)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

# ہفتہ وار مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ...... ے
سہ ماہی ...... عہ

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ...... ے
سہ ماہی ...... عہ

قیمت فی پرچہ (۲)

قیمت پرانا پرچہ (۴)

جلد (۲) | ۲۳ مہر ۱۳۵۱ف | ۱۶ شعبان ۱۳۶۱ھ | ۲۹ اگست ۱۹۴۲ء شنبہ | نمبر (۲۰)


# ترکی کی خارجی حکمت عملی

## جدید کابینہ کی تشکیل

## نازیوں کی ریشہ دوانیاں

روس میں موسم سرما شروع ہونے کے لئے ابھی تین مہینے باقی ہیں۔ اس انتظار میں جرمن اقدام کی رفتار سرعت کے ساتھ ترقی کر رہی ہے۔ دوسری طرف اتحادیین بھی دونوں سمتوں سے مقاومت ہو رہی ہے۔ مصر کا خطرہ اب بھی اسی طرح شدید ہے جیسا پہلے تھا۔ جوں جوں موسم بدلتا جائے گا صحرائی گرمی کم ہوتی جائے گی اور ایسے وقت برطانیہ روس اور مصر دونوں طرف سے خلیج فارس کی طرف بڑھنے کی کوشش کرے گا۔ ایسا اقدام اس وقت ممکن ہوگا جبکہ نازیوں کو ڈان اور والگا پر روکنے اور مصر سے پیچھے ہٹانے میں تحریکوں کو کامیابی نہ ہو۔

اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ ترکی کو مشکلات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ موسم گرما کے آخر پر ترکی پر جرمن دباؤ بڑھتا جائے گا۔ اگر جرمنی یہ سمجھتا ہے کہ ترکی کمزور دب زدہ ہے تو غلطی کر رہا ہے۔

### جدید وزیر اعظم

صدر جمہوریہ ترکی نے جدید وزیر اعظم کے تقرر کی نسبت ۲۴ گھنٹوں کے اندر تصفیہ کر دیا۔ آتی تاخیر بھی اس وجہ سے ہوئی کہ وزیر اعظم کے تقرر کی نسبت چند دستوری ضابطوں کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔ اور صدر جمہوریہ کو فیصلہ کرنے سے پہلے مختلف دستوری عناصر سے مشورہ کرنا پڑا اگرچہ صدر جمہوریہ نے ڈاکٹر سیدم کے انتقال کے فوراً بعد ہی جدید وزیر اعظم کے تقرر کے متعلق رائے قائم کر لی تھی ایک سال قبل جب ڈاکٹر سیدم ایک ماہ کی رخصت پر گئے ہوئے تھے یہ افواہیں پھیل گئی تھیں کہ شاید وہ مستعفی ہو جائیں اور ممکن ہے کہ سراج اوغلو ان کے جانشین قرار دئے جائیں واقعہ یہ ہے کہ خود ڈاکٹر سیدم نے سراج اوغلو کو وزیر اعظم کی خدمت کے لئے تیار کیا تھا اور جب انھوں نے ایک ماہ کی رخصت لی تو سراج اوغلو معتمد وزیر اعظم مقرر کئے گئے

### نازیوں کی مایوسی

ایک طرف تحدیان کے حلقوں میں یہ قیاس آرائیاں ہو رہی تھیں کہ اس روایتی پالیسی کو برقرار رکھنے کے لئے جو عصمت کبری نے برطانوی فرانسیسی ترکی میثاق پر دستخط کرنے وقت طے کی تھی صدر جمہوریہ کیا راہ عمل اختیار کریں گے اور دوسری طرف رول حور وزیر اعظم کے عہدے کے لئے مختلف نام اچھالے جا رہے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ دنیا کی موجودہ پالیسی کو پسند نہیں کرتے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ

دس سالہ میثاق دوستی پر ترکی دستخط کرے۔ اس میثاق نے ترکی سے جرمنی کے تعلقات کو زیادہ بڑھنے نہیں دیا۔ اب جبکہ جرمنی قفقاز سے قریب آ رہا ہے وہ محسوس کر رہا ہے کہ ترکی اس کے لئے سد راہ ثابت ہوگا جیسا کہ وہ ماضی میں ثابت ہو چکا۔

اس وقت ترکی روس اور مصر کی مہم کی رفتار کا تردد سے مطالعہ کر رہا ہے۔ اگر ترکی اپنی راہ عمل کو متعین کرنے سے قاصر رہتا تو حکومت میں اس وقت نمایاں طور پر تغیر کیا جاتا یعنی وزیر اعظم اور وزیر خارجہ کے عہدوں پر دوسری افراد مقرر کئے جاتے لیکن ترکی نے دنیا کو بتلا دیا کہ وہ اپنی مقررہ پالیسی پر قائم ہے۔ اس طرح جرمنی کو مایوس ہونا پڑا۔ برطانوی جرائد کی رائے

جب سراج اوغلو کو وزیر اعظم مقرر کیا گیا تو برطانوی جرائد نے متفقہ طور پر اس تقرر کو پسند کیا اور اس بات کو تسلیم کیا کہ ترکی کی پالیسی اقوام متحدہ کے مقاصد کو بہت بڑی تقویت پہنچا رہی ہے۔ "ڈیلی ٹیلیگراف" اور "مارننگ پوسٹ" جیسے اہم اداریوں میں ترکی کی خارجی حکمت عملی سے بحث کرتے ہوئے ایک ہی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ ان اداریوں کا جواب دیتے ہوئے استنبول کے اخبار "نی صباح" نے تحریر کیا ہے کہ "ڈیلی ٹیلیگراف" اور "مارننگ پوسٹ" کے اداریوں میں صورت حال کی ایک بہت ہی اچھی تصویر پیش کی گئی ہے سال گزشتہ مسٹر ایڈن نے انگلستان میں یہ اعلان کیا تھا کہ ترکی کی خارجی حکمت عملی برطانیہ سے اتحاد پر مبنی ہے۔ اس اعلان کی بعد کے واقعات سے کئی بار توثیق ہو گئی۔ ہماری رائے میں برطانوی ترکی اتحاد کی امتیازی خصوصیت اس واقعہ پر مبنی ہے کہ یہ اتحاد دن بدن بڑھتا جا رہا ہے اور حالات چاہے جو رخ اختیار کریں اس اتحاد کی توثیق ہوتی جا رہی ہے۔ یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ برطانوی ترکی اتحاد ان دو ممالک کے حقیقی مفادات اور ضروریات سے مطابقت رکھتا ہے۔"

اس پورے مقالہ کا مرکزی تصور اس جملہ میں مضمر ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ بھی حالات رونما ہوں

(بقیہ صفحہ ۱۱)

ہفتہ وار
# مملکت
جلد (۲) | ۲۳ مہر شنبہ ۱۳۵۱ف | نمبر (۳۰)

# ہمارے چند معاشی مسائل

ہم نے اپنی ایک گزشتہ اشاعت میں پروفیسر کیشو آئنگار کا جنہیں حیدرآباد کے معاشی مسائل سے خاص دلچسپی ہے ایک مضمون "حیدرآباد کی معاشیات" کے عنوان کے تحت شائع کیا تھا۔ اس مضمون میں جو اعداد درج ہیں اگرچہ تازہ ترین نہیں ہیں لیکن جن امور سے اس میں بحث کی گئی ہے اور جو مشورے دئے گئے ہیں وہ اس قابل ہیں کہ ان پر حکومت اور اہل ملک کی توجہ مبذول کرائی جائے۔

ہر متمدن ملک کے باشندوں کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ اپنے ملک کی پیداوار اور تجارت کے متعلق صحیح اعداد و شمار معلوم کریں۔ پروفیسر آئنگار کو یہ شکایت ہے کہ حیدرآباد میں پیداوار اور تجارت کی نسبت صحیح اعداد و شمار کا معلوم کرنا دشوار ہے البتہ معلومہ مواد سے صرف ایک اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ پروفیسر موصوف نے حیدرآباد کے تجارتی توازن کی نسبت ۱۳۴۰ف کی رپورٹ سے اعداد پیش کرکے یہ بتلایا ہے کہ جن اشیاء پر محصول عائد نہیں کیا گیا ہے ان میں سے چند اشیاء اس رپورٹ میں شامل نہیں ہیں۔ محکمہ جات سرکار عالی، علاقہ ریذیڈنسی، برطانوی افواج اور سنگرینی کے کانوں کی درآمد کردہ اشیاء جن کی مجموعی مالیت ۱۰۰ لاکھ روپیہ ہوتی ہے ان اعداد میں شامل نہیں ہیں۔

## برآمد طلا

برآمد طلا پر بحث کرتے ہوئے پروفیسر آئنگار تحریر کرتے ہیں کہ گزشتہ ۱۹۳۱ء میں ہندوستان سے (۲۳) کروڑ کا طلا برآمد کیا گیا اور مردم شماری کے اعتبار سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حیدرآباد سے بھی تقریباً ۱۰۰ لاکھ روپیہ کا طلا برآمد ہوا ہوگا۔ جدول توازن تجارت میں برآمد طلا کے اعداد درج ہی نہیں ہیں۔ اسی طرح مردم شماری کے تناسب سے حیدرآباد میں چاندی کی درآمد سال مذکور میں دس لاکھ روپیہ کی ہونی چاہئے لیکن رپورٹ میں صرف ۵ لاکھ ہی بتائے گئے ہیں۔ حکومت کا یہ فرض ہے کہ ان اشیاء کی درآمد و برآمد سے متعلق صحیح اعداد فراہم کرے کیونکہ ان اعداد کو معلوم کئے بغیر ملک کی صحیح اقتصادی حالت کا پتہ چلانا دشوار ہو جاتا ہے۔

ممالک محروسہ سرکار عالی کی تمام سرحد و لیہ پر کروڑگیری کا انتظام ہے۔ مقررہ راستوں اور چوکیوں کے علاوہ گزبانی اور پگڈنڈی کے راستے اس کثرت سے ہیں کہ محکمہ کروڑگیری کے عمدہ انتظام کے باوجود بلا ادائی محصول مال برآمد کرنا ممکن ہے۔ ایسی خلاف قانون درآمد و برآمد کی وجہ سے ایک طرف تو تجارت کے صحیح اعداد حاصل نہیں ہوتے اور دوسری طرف محصول کروڑگیری کو نقصان پہونچتا ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ حیدرآباد کی دولت باہر جارہی ہے یا بیرون ملک سے حیدرآباد میں سرمایہ جمع ہو رہا ہے مسٹر آئنگار نے یہ مشورہ دیا ہے کہ سرکاری اور خانگی اشخاص کی جانب سے بذریعہ منی آرڈر، چک اور دیگر وسائل ذرائع سے جو رقم ملک میں داخل ہوتی ہے یا ملک سے باہر جاتی ہے اس کے اعداد فراہم کئے جائیں۔ سررشتہ حساب، ڈاکخانہ جات، بنکوں، اور سررشتہ کروڑگیری سے ایسے اعداد فراہم کئے جاسکتے ہیں۔ ان اعداد کی فراہمی قومی وسائل و دولت کی تنظیم کے لئے از حد ضروری ہے۔

## کپاس اور پارچہ

کپاس پیدا کرنے والے ممالک میں ہندوستان دوسرے درجہ پر ہے اور ہندوستان میں حیدرآباد چوتھے درجہ پر۔ حیدرآباد سے کپاس کی برآمد سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے بالمقابل تیار شدہ سوتی اشیاء یعنی پارچہ اور بنے ہوئے سوت کی درآمد بھی حیدرآباد میں بہت زیادہ ہے۔ ہمارا ملک کثیر مقدار میں روئی پیدا کرتا ہے لیکن مقامی کارخانے ہماری ضروریات کا ایک حصہ بھی پورا نہیں کرسکتے اور ہم اپنے پارچہ کے لئے بیرونی گرنیوں کے دست نگر رہتے ہیں۔ پارچہ کی مانگ میں اضافہ ہوتا جارہا ہے لیکن مقامی گرنیاں مطلوبہ مقدار میں پارچہ تیار نہیں کرسکتیں۔ ہم پارچہ کی تیاری پر جتنا بھی منافع ادا کرتے ہیں اس سے زیادہ تر غیر ملکی گرنیوں کے مالک متمتع ہوتے ہیں۔ اس خصوص میں پروفیسر آئنگار کا یہ مشورہ ہے کہ حیدرآباد میں سوت اور سوتی پارچہ تیار کرنے کے لئے ایک لائحہ عمل مرتب کرنے کی ضرورت ہے جس کے تحت مقامی گرنیوں کو روئی بمبئی کے نرخ سے نسبتاً کم نرخ پر مہیا ہوسکے تاکہ مقامی بیوپاریوں کو پانچ فیصد محصول کروڑگیری اور کرایہ ریل جو برداشت کرنا پڑتا ہے اس کی بچت ہوسکے اور اخراجات تیاری میں بھی کمی واقع ہو۔ ہمارے خیال میں اگر حکومت اور ملک کے سرمایہ دار طبقوں کے اشتراک عمل سے پارچہ کی تیاری سے متعلق کوئی لائحہ عمل مرتب کیا جائے اور اس کو روبہ عمل لایا جائے تو حیدرآباد سے سالانہ تقریباً (۲) کروڑ (۵۰) لاکھ روپے باہر جانے سے بچ جائیں گے اور ہماری پیدا کردہ کپاس سے بیرونی ممالک کے بجائے ہم خود متمتع ہوسکیں گے۔

## اجناس

اجناس کی مقامی پیداوار زیادہ اطمینان بخش نہیں ہے۔ چاول جیسی اہم جنس کے لئے ہمیں بیرونی ممالک کے دست نگر رہنا پڑتا ہے۔ اور اب تو مشرق بعید کی جنگ چھڑ جانے کے بعد سے چاول کی درآمد سب سے زیادہ متاثر ہوگئی۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے حکومت سرکار عالی نے زیادہ اناج اگاؤ کی مہم شروع کردی ہے۔ اگر اس خصوص میں حکومت اپنی پوری توجہ مبذول کرے تو ہمیں یقین ہے کہ اجناس خوردنی کی حد تک حیدرآباد خود مکتفی ہوسکتا ہے۔ اور سالانہ دو (۲) کروڑ روپیہ بیرون ملک جانے سے بچ سکتا ہے۔

حیدرآباد میں روغنی تخم کی حالت ویسی ہی ہے جیسی کہ کپاس کی۔ اگر روغنی تخم برآمد کرنے کے بجائے کشید روغن کی کوشش کی جائے تو مقامی مزدوروں اور سرمایہ داروں کے لئے ایک نیا میدان کھل جاتا ہے۔ حیدرآباد میں ناریل کا تیل بھی کافی مقدار میں درآمد ہوتا ہے جس کی مالیت سالانہ (۳۰) لاکھ روپے ہوتی ہے حالانکہ یہاں ناریل کی کاشت کے لئے کافی سہولتیں موجود ہیں۔ آج کل مشینری کے لئے زیادہ تر نباتاتی روغن استعمال ہوتے ہیں اس لئے روغنیات کا مستقبل امید افزا نظر آتا ہے۔

## صنعتی جدوجہد

صنعتی مسائل پر بحث کرتے ہوئے پروفیسر آئنگار تحریر کرتے ہیں کہ:

"سمنٹ اور کوئلے کی صنعت نے حکومت کی سرپرستی میں کافی ترقی کی ہے۔ گو یہ کارخانے مشترکہ سرمایہ سے چلائے جاتے ہیں لیکن اسٹیٹ ریلوے کے مقابلے میں ان کارخانوں کی ترقی قابل ذکر ہے۔ کاغذ اور صابن کے کارخانے حال ہی میں قائم ہوئے ہیں۔ یہی حال شکر سازی کا بھی ہے۔ اس وجہ سے ان کے مستقبل کے متعلق کسی قسم کی پیشین گوئی کرنا قبل از وقت ہوگا۔ چائے، نمک، تمباکو، تجارتی الکوہل، چرم تراش شدہ، اور ادویات کی تیاری میں بہت کچھ ترقی کے امکانات ہیں۔ ہمارے ملک میں سالانہ (۹۰) لاکھ روپے کا نمک درآمد ہوتا ہے حالانکہ ضلع رائچور اور نلگنڈہ میں نمک کی کافی مقدار موجود ہے۔ ان اضلاع میں ہر جگہ کاشتکار نمک سازی کے کام سے بخوبی واقف ہیں۔

ہمارے ملک کے پہاڑی حصوں میں

جائے کی کاشت کے امکانات موجود ہوں گے تاوقتیکہ حکومت جلد جانب متوجہ ہو کر عملی تجویز نہ کرے اس سے مایوس ہونے کی وجہ نہیں۔ ہمارے ملک میں سگرٹ کی درآمد بھی کثیر ہوتی ہے۔ ہمارے اکثر عہدہ دار ملکی مال کے استعمال کی ترغیب کی خاطر اعلانات جاری کرتے ہیں۔ لیکن اس وقت بھی جبکہ ان اعلانات پر دستخط کرتے ہیں ان کے ہاتھ میں غیر ملکی سگرٹ جلتا رہتا ہے۔

ریلوے، ریلوے موٹر سروسیں اور برقی قوت پیدا کرنے میں حکومتی انتظام بہت ہی مفید ثابت ہو چکا ہے کیونکہ اس سے تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ دونوں طبقوں کی بیروزگاری ایک حد تک کم ہو گئی ...... دوسری اہم صنعتوں کو بھی قومی پیمانہ پر ترقی دی جانی چاہئے اور ایسا کرنے کا واحد اور بہترین ذریعہ حکومت ہی ہو سکتی ہے۔ اگر حکومت ان چیزوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر کام شروع کر دے تو اس کی سالانہ آمدنی میں معتدبہ اضافہ ہو جائے گا اور ساتھ ہی ساتھ مسئلہ بیروزگاری بھی ایک حد تک حل ہو سکے گا۔"

جنگ کی وجہ سے جو صورت حال پیدا ہو گئی ہے اس نے زراعت کو ترقی دینے اور زرعی پیداواروں کو صنعتی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے بہترین مواقع پیدا کر دئے ہیں۔ اگر اس موقع سے فائدہ اٹھا کر حکومت اور ملک کے سرمایہ دار طبقے، باہمی تعاون سے فی الحال دوا وغیرہ ضروریات کی چیزیں ہی تیار کرنے پر اپنی پوری توجہ مبذول کریں تو صرف ہمارے ملک کی دولت باہر جانے سے رک جائے گی بلکہ ملک کی دولت میں بھی معتدبہ اضافہ ہو سکے گا۔

## لیگ کی قرارداد پر اخباری تبصرے

### بمبئی کرانیکل

بمبئی کرانیکل لکھتا ہے کہ یہ قرارداد اس کی رائے میں گفت و شنید کی ایک بنیاد مہیا کرتی ہے۔ کرانیکل کی رائے میں اس قرارداد کی قیمت یہ ہے کہ اس نے گفت و شنید کا دروازہ بند نہیں کیا۔ کانگریس نے اپنی قرارداد دہلی میں حق خود ارادیت کے اصول کو پہلے ہی تسلیم کر لیا ہے جس کی بنا پر براہ راست گفت و شنید کی جا سکتی ہے۔ اگر حکومت سمجھتی ہے تو اس کو چاہئے کہ گاندھی جی اور اراکین مجلس عاملہ کو فوراً رہا کر دے تاکہ مسٹر جناح سے ملنے کا انتظام کیا جا سکے۔

### ٹائمز آف انڈیا

ٹائمز آف انڈیا تحریر کرتا ہے کہ یہ قرارداد دو اہم حیثیتوں سے ایک قابل ذکر ترقی کو نشان زد کرتی ہے اول یہ کہ مسلم لیگ کا پاکستان سے یہ مطلب ہے کہ مسلمانوں کے حق خود ارادیت کا اعلان کیا جائے جس کا تصفیہ جنگ کے بعد مسلم آبادی کے استصواب عامہ کے ذریعہ ہوگا۔ ثانیاً یہ کہ مسلم لیگ کسی ایسی تجویز پر غور کرنے اور کسی جماعت سے مساوات کی بنیاد پر اس غرض سے گفت و شنید کرنے آمادہ ہے کہ ہندوستان کی مدافعت اور ساری جنگ کے کامیاب انصرام کے لئے ہندوستان میں ایک عارضی حکومت قائم کی جائے بشرطیکہ غیر مبہم طور پر مسلم ہندوستان کے مطالبات قبول کر لئے جائیں۔ ہم صرف یہ پوچھیں گے کہ کیا گفت و شنید کی بنیاد ہے۔ جہاں تک کانگریس کا تعلق ہے ایسے دوستوں کی کمی نہیں جو درمیانی واسطہ بن کر کام کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ ہمیں اس میں شبہ نہیں کہ حکومت ہند کسی ایسے شخص کو جو ایسا واسطہ بننا چاہے ہر قسم کی مدد پہنچائے گی۔

### ہندو مدارس

روزنامہ "ہندو" مدراس لکھتا ہے کہ ان تمام جماعتوں کا جو عوام کے بڑے بڑے طبقوں کی جانب سے نمائندگی کے مدعی ہیں فرض ہے کہ وہ ایک ایسی حکومت کے قیام پر مجبور کریں جو صحیح معنوں میں عوام کے پاس ذمہ دار ہو اور جس کو عوام کی تائید حاصل ہو۔ کانگریسی قائدین کے برعکس جو اس وقت جیل میں ہیں مسٹر جناح اور ان کے رفقاء آزاد ہیں اور یہ ان کا فرض ہے کہ اس سمت میں تحریک چلنے کی رفتار اپنے دوش پر لیں۔ آگے چل کر اس پر بحث کرتے ہوئے کہ لیگ اس کا وعدہ چاہتی ہے کہ بعد از جنگ پاکستان دیا جائے "ہندو" کہتا ہے کہ بالفاظ دیگر مسلم لیگ اس کے لئے تیار ہے کہ مطالبہ پاکستان کو اس دوران میں معطل رکھ کر مرکزی حکومت دوسروں کے ساتھ مل کر چلائے۔ کانگریس اس کے لئے تیار تھی کہ اس سے اتفاق کرے بشرطیکہ قومی حکومت کو کامل اختیارات ملیں تاکہ وہ اختیارات موجودہ دستور کے تحت منتقل کئے جا سکتے ہیں۔

### انڈی پنڈنٹ انڈیا

آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے جو قرارداد منظور کی ہے اس پر عوام اور حکومت کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔ قرارداد کے دو اہم نکات حسب ذیل ہیں۔ مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ اس تحریک میں حصہ لینے سے احتراز کریں جو کانگریس نے شروع کی ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ اگر مسلمانوں کی روزمرہ زندگی میں مداخلت کرنے یا ان کو دھمکی دینے یا مجبور کرنے یا دق کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کی مزاحمت کی جائے گی۔ اور یہ اعلان کیا گیا ہے کہ مسلم لیگ مساوات کی اساس پر کسی جماعت سے گفت و شنید کرنے اور ملک کے وسائل کو ہندوستان کی مدافعت کے لئے حرکت میں لانے کی غرض سے ایک عارضی حکومت کے قیام کی تجویز پر غور کرنے کے لئے تیار تھی اور تیار ہے بشرطیکہ مسلم ہندوستان کے مطالبات قبول کئے جائیں۔ مسلمانوں کے مطالبات جن کا اس قرارداد میں ذکر کیا گیا ہے حسب ذیل ہیں۔ ایک تو یہ کہ صوبہ جات اور مرکز میں مسلمانوں کو اقتدار میں حقیقی حصہ دیا جائے اور دوسرے یہ کہ حکومت برطانیہ ایک اعلان کے ذریعہ مسلمانوں کو یہ ضمانت دے کہ وہ ان کے حق خود ارادیت کو تسلیم کرتی ہے اور یہ وعدہ کرے کہ مسلمانوں کی رائے عامہ کے فیصلہ کی پابندی کی جائے گی اور پاکستان کی اسکیم کو روبہ عمل لایا جائے گا۔

کانگریس اور لیگ کے اتحاد کا خیال بعض حلقوں میں آج کل بہت پھیلا ہوا ہے اور وہ لوگ بھی اس خیال کی تائید کر رہے ہیں جو چند ماہ قبل اس کو بہت ناپسند سمجھتے تھے۔ سب سے پہلے اس خیال کو ہم نے ہندوستانی پبلک کے سامنے پیش کیا تھا۔ ہماری یہ رائے ہے کہ اگر کانگریس اس خیال کو قبول کر لیتی اور لیگ کے ساتھ مل کر ایک متحدہ محاذ تیار کرتی تو قومی حکومت کو قائم ہو کر آج دو سال ہو جاتے۔ لیکن آج جو لوگ قومی حکومت کا نعرہ بلند کر رہے ہیں اس وقت اتحاد کے خلاف تھے۔ اور اس اثنا میں کانگریس اتحاد کے خیال سے بہت دور ہٹ گئی تھی اور اس راستہ میں اس نے بے شمار موانعات پیدا کر دئے تھے۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے الہ آباد کی میقات میں جگت نرائن لال کی قرارداد منظور کر کے مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کی نفی کر دی تھی۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ جناب گاندھی جی نے اپنی زندگی کے نصب العین کو خیرباد کہہ دیا تھا۔ اور ہندو مسلم اتحاد کو آزادی کی شرط مقدم قرار دینے کے بجائے یہ کہنا شروع کر دیا کہ جب تک تیسری جماعت یعنی برطانیہ ہندوستان میں موجود ہے اتحاد ممکن نہیں۔ اس نقطۂ نظر کے مطابق کانگریس نے "ہندوستان چھوڑ دو" کا نعرہ بلند کیا اور ایک اجتماعی سول نافرمانی کی تحریک شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب تک کانگریس اپنی اس روش کو ترک نہ کرے مسلم لیگ سے سمجھوتہ نظر نہیں آتا۔ جو لوگ ملک کی حالت کو دیکھ کر سراسیمہ ہیں اور اندرونی و بیرونی خطرے کو روکنے کے لئے کوئی موثر قدم اٹھانا چاہتے ہیں انہیں ملک کی صورت حال سے بچنے کے لئے کوئی متبادل صورت دریافت کرنی پڑے گی۔ اور مسلم لیگ کی قرارداد میں یہ صورت پیش کی گئی ہے۔

"اخبار مملکت"
میں
اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

نیلگیری کی بہترین چائے کا واحد مرکز چینا نیلگیری ٹی امپوریم روبرو معظم جاہی مارکٹ

# ممالک محروسہ میں فنی اور پیشہ واری تعلیم

## گزشتہ چھ ماہ میں کیا کام ہوا

مملکت حیدرآباد میں فنی اور پیشہ وری تعلیم کی اشاعت کے سلسلہ میں گزشتہ چھ ماہ کے عرصہ میں کافی کام ہوگیا ہے۔ چنانچہ (۵) اضلاع میں لڑکوں کے لئے (۵) صنعتی مدرسے کھولے گئے اور لڑکیوں کے لئے بھی اضلاع میں اسی قسم کے چار مدرسے قائم کرنے کی نسبت تجویز مرتب ہوچکی ہیں۔ ساتھ ہی محکمہ تعلیمات فنی و پیشہ وری نے اپنے مدارس میں ان اوزاروں کی تیاری کا کام شروع کر دیا ہے جو نجاری آہن گری اور دیگر پیشوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ محکمہ مذکور نے حکومت کے آگے یہ بھی تجویز پیش کی ہے کہ آیندہ سے ممالک محروسہ سرکار عالی ہی میں ڈرائنگ کا امتحان لیا جائے۔

### جدید مدرسے

جالنہ۔ بیڑ۔ کریم نگر۔ رائچور اور نرمل میں لڑکوں کے لئے جو جدید صنعتی مدرسے کھولے گئے ہیں وہ بعض تحتانوی مدرسے ہیں یہاں گزشتہ بہمن سے کام شروع ہوگیا ہے ہر مدرسہ میں تین یا چار شعبے قائم ہیں۔ مثلاً نجاری آہن گری۔ پارچہ بافی۔ اور بید بافی۔ وغیرہ اورنگ آباد بیدر۔ گلبرگہ اور ورنگل میں بھی لڑکیوں کے لئے چار صنعتی مدرسے کھولنے کی تجویز ہے۔ یہاں لڑکیوں کو کپڑے کی بُنائی۔ پارچہ بافی۔ رنگوائی کھلونے اور گڑیاں بنانے کا کام۔ سینا اور اچار بنانا سکھائی جائیں گی علاوہ ازیں اس محکمہ نے اس اسکیم پر بھی غور و خوض کیا جس کا تعلق اس ریاست میں زرعی مدرسوں کے قیام سے ہے۔ ان زرعی مدرسوں میں سے دو کا درجہ مدارس فوقانیہ کے مماثل ہوگا۔ ایک مدرسہ مرہٹواڑی میں اور دوسرا تلنگانہ میں قائم کیا جائے گا۔ اس اسکیم کے اخراجات کی پابجائی محکمہ تعلیمات فنی و پیشہ وری کی رقمی گنجائش سے کی جائے گی۔ ان مدرسوں میں زراعت پیشہ لوگوں کی اولاد کو غلہ۔ ترکاریوں اور میووں کی کاشت اور مرغبانی۔ شیر بافی اور شہد کی مکھیوں کو پالنے کی تعلیم دی جائے گی۔

### اوزاروں کی تیاری

صنعتی مدرسوں میں جو اوزار نجاری۔ آہن گری اور دوسرے شعبوں میں استعمال ہوتے ہیں وہ باہر سے خریدے جاتے ہیں۔ چونکہ جنگ کی وجہ سے ان اوزاروں کی فراہمی میں رکاوٹ پیدا ہوگئی ہے اس لئے خود صنعتی مدرسوں میں انہیں تیار کرنے کی کوشش جاری ہے۔ چنانچہ اس کام کا آغاز ہوچکا ہے گلبرگہ کے صنعتی مدرسے میں وہ اوزار تیار ہوچکے ہیں جو لوہے کو مستقل رکھنے کے لئے ضروری ہیں اس وقت ان اوزاروں کی ڈھلائی جاری ہے۔

### نقشہ کشی کے امتحانات

محکمہ تعلیمات کی جانب سے تجویز پیش ہوئی تھی کہ آرٹس نقشہ کشی کے امتحانات ممالک محروسہ سرکار عالی ہی میں لئے جائیں تاکہ یہاں کے امیدواروں کو بھی یا مدراس جانے کی ضرورت نہ ہے۔ اس تجویز پر غور کرنے کے بعد رپورٹ پیش کرنے کا کام محکمہ تعلیمات فنی و پیشہ وری کے تفویض کیا گیا تھا۔ مجوزہ اسکیم کے مطابق ہر سال خاص مرکزوں میں نقشہ کشی کے دو امتحانات لئے جائیں گے۔ ایک امتحان پہلے درجہ کے لئے ہوگا اور دوسرے درجہ کے لئے پہلے درجہ کا امتحان سال میں دو مرتبہ لیا جائے گا۔ مجوزہ نصاب ایسا ہے کہ کامیاب امیدواروں کو ملازمت کے زیادہ سے زیادہ مواقع حاصل رہیں ڈرائنگ کے استادوں کے لئے بھی خاص نصاب مقرر کیا گیا ہے۔ ان نصابوں میں اختیاری مضامین کی کافی تعداد شریک کی گئی ہے۔

### دوسری اسکیم

اور بھی کئی اسکیمیں اس محکمہ کے زیر غور ہیں مثلاً کارگزار اہلکاروں کی تربیت کا انتظام۔ حیدرآباد۔ نظام آباد اور بلدہ حیدرآباد کے صنعتی مدرسوں کے نصابوں کی نظرثانی۔ صنعتی مدرسوں کی عمارت کے لئے معیاری نقشہ کی ترتیب وغیرہ۔

# ممالک محروسہ میں باؤلیوں کی کھدوائی

رپورٹ نظم و نسق محکمہ کندیگی باؤلیات سرکار عالی بابت ۱۳۴۹ف سے واضح ہے کہ سال مذکور میں اس محکمہ کی سرگرمیاں ضلع گلبرگہ کے تعلقات سرغفاص یعنی شورا پور۔ شاہ پور۔ اندور اور تعلقات دیوانی یعنی یادگیر و گلبرگہ نیز ضلع عثمان آباد کے تعلقات تلجاپور و پرینڈہ تک محدود رہیں۔ علاوہ ازیں تعلقات آشٹی و پاٹودہ (ضلع بیڑ) تلجاپور۔ ضلع ورنگل اور جموں جاگیر دائم متعلقہ پرینڈہ ضلع عثمان آباد میں پانی کی قلت اور رسی نادہ کا پتہ چلانے کے لئے تحقیقات کی گئیں۔

### کیا ہوا کام

اس محکمہ نے سال زیر رپورٹ میں (۲۰۵) جدید باؤلیاں کھدوائیں اور (۵۹) قدیم باؤلیوں کو ترمیم کے بعد جدید تیج کا بنادیا۔ اس کام پر کل (۵۰۲۳۲) روپیہ (۱) آنہ (۱) پائی خرچ ہوئے۔ گزشتہ سال (۳۱۳) جدید و قدیم باؤلیوں کی تعمیر و ترمیم ہوئی تھی اور (۲۲۳۰۰۳) روپیہ (۵) آنہ (۱) پائی خرچ کئے گئے تھے۔ محکمہ مذکور کے عملہ و دیگر انتظامی امور پر (۱۰۲۰۳۵) روپیہ ۳ آنے ۹ پائی خرچ ہوئے۔ اس طرح کل خرچ (۲۹۳۰۶) روپیہ ۱۰ آنے ۳ پائی ہوا۔ اسی سال موازنہ میں اس محکمہ کے لئے (۵) لاکھ کے بجائے (۲۰۰۰۰) روپیہ کی رقم منظور کی گئی۔ اس طرح (۵۰۲۳) روپیہ ۵ آنے ۸ پائی کی صرف کی بچت رہی۔

### باؤلیوں کی جملہ تعداد

سال زیر رپورٹ کے اختتام تک اس محکمہ کی جانب سے ضلع گلبرگہ میں کل (۱۳۳۲) جدید و قدیم باؤلوں کی تعمیر یا ترمیم کی گئی۔ اس کام کے کل اخراجات (۱۵۰۲۳۰۵) روپیہ ۲ آنے ۵ پائی ہوئے۔ اسی طرح ضلع عثمان آباد میں (۱۰۳) باؤلیوں کے سلسلہ میں (۶۰۵۲۳۲) روپیہ ۶ آنے ۱ پائی خرچ ہوئے۔

### صدر المہام بہادر عدالت نے ستائش فرمائی

رپورٹ میں درج ہے کہ کمال واڑی ضلع عثمان آباد میں جو پہلی باؤلی کھدوائی گئی ہے اس کی افتتاحی تقریب میں عالی جناب مولوی سید عبدالعزیز صاحب صدر المہام عدالت نے اس محکمہ کی کارگزاری کی ستائش فرمائی۔ آپ نے اس موقع پر ارشاد کیا کہ ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں باؤلیوں کی تعمیر کی تجویز یا تو زیر غور ہے یا اسے معمولی پیمانہ پر عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے۔ اس کے برخلاف قلمرو سرکار عالی میں یہ کام کامل مہارت کے ساتھ انجام پا رہا ہے اور دیہاتوں میں پانی کی فراہمی کا مسئلہ کامیابی کے ساتھ حل ہو رہا ہے۔

---

# اشتہار

حاضری مدعی علیہ مرتبہ محکمہ عدالت دیوانی منصفی تعلقہ نلنگہ ضلع بیدر

واقع ۱۴ مہر ۱۳۵۱ف

نمبر مقدمہ ۵۶ بابت ۱۳۵۱ف — باجلاس مولوی رضا محمد خاں صاحب بی اے ایل ایل بی منصف تعلقہ نلنگہ

سرینواس سکنہ چنچولی تعلقہ نلنگہ — مدعی

بنام

دتاسمہ راجندر وغیرہ ساکنان سعید — مدعی علیہم

دعوی۔ دخلیابی اراضی سروے نمبر ۱۱ موضع موضع چنچولی تعلقہ نلنگہ موضوعہ اوذان کا تحت

بنام۔ دتاسمہ راجندر راؤ قوم گرد عمر ۲۰ سال پیشہ زراعت سکنہ چنچولی تعلقہ نلنگہ

سکباسمہ راجندر قوم گرد عمر ۲۰ سال پیشہ زراعت سکنہ — صدر

بھیماسمہ سائبنا قوم گرد عمر ۴۰ سال پیشہ زراعت سکنہ — صدر

ہرگاہ ذریعہ اشتہار ہذا تم کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ تمہارے نام عدالت ہذا سے دو مرتبہ سمن اجرا کیا گیا لیکن بوجہ عدم تعمیل سمن بعد تعمیل واپس آیا ہے لہذا بذریعہ اشتہار تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تاریخ ۱۴ آبان ۱۳۵۱ف روز دوشنبہ بوقت (۱۱) بجے دن بمقام عدالت منصفی نلنگہ اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے پورا واقف کیا گیا ہو۔ اور کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب دے سکے حاضر ہو اور مقدمہ کی جوابدہی کرو اور تم کو لازم ہے کہ اسی روز جملہ دستاویزات پیش کرو جس پر تم بتائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو اور تم کو یہ بھی اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر تم بروز مذکور حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ تمہارے غیر حاضری میں مسموع اور فیصل ہوگا۔ اگر تحریری جوابدہی کی ضرورت ہو تو تاریخ ۱۴ آبان ۱۳۵۱ف تک داخل کرو۔

آج تاریخ ۱۴ مہر ۱۳۵۱ف ثبت میری دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط سررشتہ دار — دستخط منصف

# ریڈیو کی زبان

اس وقت ضرورت اس کی ہے کہ اُردو والوں کو اور ان متنبہ بین گروہوں کو جو اس اُردو ہندی کشمکش میں کچھ بے راہ سے ہو گئے ہیں اور ابھی اپنا مسلک متعین نہیں کر پائے ہیں — اُردو یا اصلی ہندستانی کی طرف زیادہ سے زیادہ دلائل و دلیلوں اور سنجیدہ پیرائے کے ذریعہ رجوع کر لیا جائے۔ ہندی کے بہت سے حامی - محض اُردو سے بغض یا غلط فہمی کی بدولت "ہندی" کی خواہ مخواہ حمایت میں جو طرز اختیار کئے ہوئے ہیں اس پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے مدلل جواب دینا اور اس بڑھتی ہوئی "سیلاب" کو روکنے کے لئے جس کے جلو میں کئی آندھیاں بھی ہیں اور جھوٹ کے جھکڑ بھی، ایک نہایت مضبوط بند باندھنے کی ضرورت ہے۔

ریڈیو پروپگنڈے کے لئے بہت زیادہ موثر ذریعہ ہے اور اس کی نشر کی ہوئی عبارت اور زبان پر نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ ہماری زبان نے اس طرف خاص توجہ مبذول رکھی ہے اور اس کی آواز اور کوشش بالکل رائیگاں نہیں گئیں۔ مگر ریڈیو کا محکمہ حکومت ہند کی عام پالیسی پر چلنے کے لئے ویسا ہی مجبور ہے جیسے پولیس یا انگریزی کے محکمے۔ اور حکومت ہند کی عام پالیسی کو اپنے حق میں کرنے کے لئے ہندی والوں نے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ ابھی گزشتہ سال کی بات ہے کہ ایک وفد ریڈیو کی زبان کو ہندی کے حق میں ہموار کرنے کے لئے حکومت ہند کے کمیونیکیشن ممبر کے پاس گیا تھا جس میں بہت سے قومی لیڈر بھی تھے اور مسٹر اینے بھی جو اب حکومت ہند کی پالیسی کے نگام برداروں میں ہو گئے ہیں۔ اس وفد نے ریڈیو کی زبان میں ہندی (یعنی سنسکرت) الفاظ کے لئے جو کچھ بھی جوڑ توڑ لڑائے ہوں کم ہے۔ سوا اخباری اطلاع کے زیادہ تفصیل نہ معلوم ہو سکی مگر اس کے فوراً ہی نیشنل ہیرالڈ اور ہندوستان ٹائمز میں خط چھپے جن میں ریڈیو کے قابل اعتراض (ہندی والوں کے نقطہ نظر سے بدیسی) الفاظ کی فہرست دی گئی تھی۔ چنانچہ اسی وفد کا نتیجہ معلوم ہوتے تھے۔ ہماری زبان نے ان الفاظ کی جانچ کی اور اپنی اشاعت مورخہ یکم ستمبر ۱۹۴۰ء میں ان کے بدیسی نہ ہونے اور عام استعمال کے لفظ ہونے کی حسب ذیل جیتی جاگتی دلیلیں دی تھیں جو متعلقہ ارباب حکومت تک پہنچا دی گئی تھیں اور کوئی وجہ نہیں کہ وہ کارگر نہ ہوئی ہوں۔

"ہندوستان ٹائمز" نے حسب ذیل "مشکل" لفظوں کی فہرست دی ہے اور ان کے عام فہم مرادف لفظ تجویز کرتے ہیں۔

| آل انڈیا ریڈیو اور بی۔ بی۔ سی کے الفاظ | مرادف |
|---|---|
| بین الاقوامی | انٹرنیشنل |
| شرق الہند | پوربی ہند دیپ سمو |
| آتش دان | انگیٹھی |
| بحر الکاہل | پرشانت ساگر |
| آبدوز کشتی | ڈبکی کشتی |
| اقتصادی | ارتھک |
| سیاسی | راجنیتک |
| لامذہبی | دھرم ہینتا |
| ساحل | کنارا، تٹ |
| وزیر اعظم | پردھان منتری |
| وزیر خارجیہ | بدیش منتری |
| جمہوریت | پرجاتنتر |

ان میں سے شرق الہند اور بحر الکاہل کے متبادل مرادف پیش کرنے کی کوشش بالکل ویسی ہی ہے کہ قسطنطنیہ، مکہ، اسکندریہ، قاہرہ، پنجاب اور مراد آباد کے لئے ہندی لفظ گھڑے جائیں اور اُردو والے اپنی فارسی اور عربی کو کام میں لا کے بمبئی، کلکتہ، مدراس، گنگا، جمنا وغیرہ کے علاوہ بہت سے قومی لیڈروں کے بھی نام رکھنے شروع کر دیں۔

بین الاقوامی: اتنا عام لفظ ہو چکا ہے کہ عربی مرکب ہونے کے باوجود ہندوستان میں ایسا رائج ہے کہ ملاپ (لاہور) کے کرشن نمبر میں پنڈت جمنا داس اختر نے اپنے مضمون میں اس طرح استعمال کیا ہے ...... "اس کے بعد بین الاقوامی سیاسیات میں جاپان کو بھی نمایاں طور پر شمار ہونے لگا ہے۔"

آتش دان۔ روز مرہ اور حیثیت تو استعمال نہیں ہوتا اس لئے روزانہ اخباروں میں اس کا ذکر کم ہوگا۔ لیکن فارسی ترکیب کے باوجود اتنا عام لفظ ہو چکا ہے کہ ناگری پرچارنی سبھا بنارس کی مرتب کی ہوئی ہندی لغت شبد ساگر میں اس کو شامل کر لیا گیا ہے۔

اقتصادی۔ موجودہ جنگ کے زمانے میں اس کی دوسری چیزوں کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ صرف فوجی اعتبار سے بلکہ تجارتی اور اقتصادی نوعیت سے بھی" (تیج کرشن ایڈیشن) "یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ دنیا کے تجارتی اور اقتصادی معاملوں پر اس لڑائی کا کیا اثر پڑ رہا ہے" (محترمہ ارونا آصف علی صاحبہ کا مضمون "یہ بھی خدمت کرتی ہیں" مطبوعہ تیج کرشن ایڈیشن ص۲)

سیاسی۔ کسی ہندستانی اخبار کو اٹھا کر دیکھئے۔ سب سے نمایاں طور پر نظر آئے گا۔ ۲۰ اگست کے تیج میں سب سے اوپر اس طرح استعمال ہوا ہے "شملہ ...... ہز ایکسلنسی کی واپسی پر یہاں کے سیاسی حلقوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئی ہیں"

آبدوز کشتی۔ یہ لفظ ویسا ہی عام فہم ہے جیسا ہوائی جہاز۔ ہندی والوں نے خواہ مخواہ کی ضد سے تنگ آ کر اس کے لئے ڈبکی کشتی کا لفظ ایجاد کیا۔ اور ہندوستان ٹائمز کے ایک مسٹر مراسلہ نگار تو ڈبکی کشتی پر اعتراض کرتے ہوئے "ڈبکی کشتی" کو ہی زبان کا عام فہم لفظ بتاتے ہیں، حالانکہ یہ لفظ ریڈیو کے استعمال کرنے سے پہلے کہیں رائج نہ تھا۔

ساحل۔ سیاسی کی طرح یہ لفظ بھی ہر ہندستانی اخبار میں جگہ جگہ ملے گا۔ روزانہ تیج دہلی (مورخہ ۲۵ اگست) کے پہلے صفحے پر صرف دو کالموں میں یہ لفظ بارہ جگہ استعمال کیا گیا ہے۔

وزیر اعظم اور وزیر خارجیہ کے متعلق ہم گزشتہ اشاعت میں بھی عرض کر چکے ہیں اور یہی حوالے بارہ نذر ہیں۔

(۱) وزیر اعظم پنجاب سرگودھا کے واقعات کی پوری پوری تحقیقات کرائیں (تیج روزانہ ۱۹ جولائی سنہ [illegible] ص۱)

(۲) وزیر اعظم سندھ روہڑی پہنچ گئے۔ وزیر اعظم سے وفد کی ملاقات (ملاپ ۱۲ جولائی سنہ [illegible] ص۳)

(۴) مسٹر فضل الحق وزیر اعظم بنگال نے اس معاملے میں ایک مہینے کی مہلت طلب کی ہے (سنگم، بریلی، ۲۰ جولائی سنہ [illegible] ص۳)

(۵) برطانوی وزیر خارجیہ لارڈ ہیلی فیکس جاپان سے بات چیت کے بارے میں بہت جلد بیان دینے والے ہیں (تیج روزانہ ۱۰ جولائی ص۱)

(۶) وزیر خارجیہ جاپان سے برطانوی سفیر کی ملاقات (ملاپ ۱۲ جولائی سنہ [illegible] ص۱)

(۷) وزیر خارجہ جمہوریہ ترکی نے اعلان کیا ہے (ریاست دہلی ۲۴ جولائی سنہ [illegible] ص۳)

جمہوریت۔ یہ لفظ بھی اتنا عام ہے کہ ماڈرن ریویو کے ایڈیٹر و سابق صدر ہندو مہاسبھا کا ایک مضمون "جمہوریت اور مسلمان" ملاپ لاہور کے کرشن نمبر میں شائع ہوا ہے اور یہ لفظ مضمون میں بے شمار جگہوں پر استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح ملاحظہ ہو تیج کرشن ایڈیشن جہاں ص۳ و ص۲ پر یہ لفظ بار بار استعمال کیا گیا ہے اور جمہوری، جمہوریت پسندی، جمہوری اداروں، جمہوری حکومتوں کی ترکیبیں بھی استعمال ہوئی ہیں۔

اسی طرح لامذہبی، اس قدر عام ہے کہ اس کے لئے سند اور دلیلوں کی ضرورت بھی نہیں معلوم ہوتی۔

اب نیشنل ہیرالڈ کے مراسلہ نگاران۔ بی۔ مصر صاحب کے پیش کردہ اٹھارہ لفظوں کی فہرست ملاحظہ کیجئے جن کے متعلق مراسلہ نگار صاحب کا قول ہے کہ ان کے دس دوستوں میں سے جن میں ایک انشورنس ایجنٹ، ایک محکمہ ڈسٹرکٹ بورڈ، ایک وظیفہ یاب ہیڈ ماسٹر، تین اسکول کی استانیاں، دو کپڑے کے تاجر، ایک بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی وکیل، دو سنار کے تجربہ کار شامل ہیں۔ صرف ہیڈ ماسٹر صاحب تمام الفاظ کے صحیح معنے بتا سکے اور باقی "دوستوں" میں سے کوئی کو تین سے زیادہ لفظوں کے معنے معلوم نہ تھے۔ اب "مشکل" الفاظ ملاحظہ فرمائیے۔ ہم ساتھ ساتھ سندیں بھی پیش کرتے جائیں گے۔

عرصہ۔ ملاحظہ ہو شبد ساگر

چپقلش۔ ملاحظہ ہو شبد ساگر — تیج دہلی مورخہ ۲۵ اگست کے ایڈیٹوریل میں یہ لفظ پانچ مرتبہ سے زاید استعمال ہوا ہے)

سیاسی۔ اوپر اس کا تذکرہ ہو چکا ہے

تقریر۔ ملاحظہ ہو شبد ساگر

تاریخ۔ ملاحظہ ہو شبد ساگر

جمہوریت۔ اوپر اس کے متعلق تفصیل دی جا چکی ہے

جائز حکمران۔ جائز کا لفظ شبد ساگر میں موجود

# سیاسی نمک پارے

از
**کشاف**

نشر گاہ حیدرآباد کو مشاعرہ نشر کرنے میں بڑی مہارت حاصل ہے چنانچہ یوم ولی کا مشاعرہ ہوا۔ آر پی کا مشاعرہ، یوم سنار کا مشاعرہ وغیرہ وغیرہ اب تک ہمیں یاد ہے۔ ہمیں توقع تھی کہ جشن یوم خود مختاری کا مشاعرہ بھی ضرور نشر ہوگا۔ جب یہ ہوا تو ہم نے اپنی دلی خوشی کا اظہار اپنے ایک دوست سے کیا۔ ہمارے باخبر دوست نے فرمایا کہ جشن یوم خود مختاری کے مشاعرہ کی اسکیم تو ضرور پیش نظر تھی لیکن جو مصرع طرح دیا گیا تھا اس کی زمین اس قدر سنگلاخ تھی کہ شاعروں کا قافیہ تنگ ہوگیا اور پرواز تخیل کے بجائے ہوش اڑنے لگے۔

---

جب سے ستیاگرہ شروع ہوئی ہے روزنامہ "رہبر" میں اداریہ کی جگہ خالی پائی جا رہی ہے۔ معلوم نہیں وہ سنسر کیا جا رہا ہے یا اداریہ کے لئے عنوانات نہیں مل رہے ہیں۔ ہمارے خیال میں عنوانات تو بہت موجود ہیں مثلاً ستیاگرہ کی بجائے ٹھیٹ کاروں کا اقلاس اور سرکاری نگران۔ "شاہو کاروں کے مفاد کے لئے حکومت کو کیا کرنا چاہیے"۔ "آزادی تحریر و تقریر"۔ "غیر ہند و مسلم اتحاد ممکن نہیں"۔ "غیر مسلم طلباء کو اردو پڑھنے پر مجبور کیا جائے" وغیرہ۔

فی الحال اگر یہ جگہ اشتہار کے لئے دی جا سکتی ہے تو ہم حسب ذیل اشتہار بغرض اشاعت روانہ کرنا چاہتے ہیں۔

"ضرورت ہے ایک مفکر یا منشی کی
جو سوچے سمجھے بغیر ہندوستان کی سیاسی
گتھی سلجھا سکے"

---

بعض مقامات سے عمل تاریکی برخاست کیا جا رہا ہے۔
پرتی گروں سے ٹین کے کور اور کپڑے کے غلاف نکال لئے گئے۔
(دکن نیوز)

لوگ حیران تھے کہ عمل تاریکی کو اچانک برخاست کرنے کی کیوں ضرورت لاحق ہوئی۔ یہ معمہ کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا مگر ایک لے آر پی وارڈن اپنے احباب کی ایک محفل میں فرما رہے تھے کہ مُردوں کی عید یعنی شب برات قریب ہے۔ اس رات آسمان سے روحوں کا نزول ہوتا ہے اسی اندیشہ سے کہ کہیں بلیک آؤٹ کی وجہ سے روحیں بھٹک نہ جائیں اے آر پی نے عمل تاریکی برخاست کر دیا ہے۔

---

ایک سے زیادہ ایسی مثالیں بھی ہماری نظر کے سامنے ہیں کہ اہم سررشتوں کے افسروں کا تبادلہ ضروری سمجھا جاتا ہے اور کیا بھی نہیں جاتا۔ ان کی توسیع نامناسب بھی سمجھی جاتی ہے مگر کی جاتی ہے۔ اس قسم کے مسائل سیوشن نہیں بلکہ سناہیانہ [illegible]

---

دفتروں کے چندوں میں لپٹے ہوئے ایک دفتر سے دوسرے دفتر میں گھومتے رہتے ہیں یا حکام بالا کے صندوقچوں میں بند رکھے جاتے ہیں مگر ان کے فیصلہ کا وقت کسی نہ کسی وجہ سے نہیں آتا۔ آتا بھی ہے تو ٹل جاتا ہے۔ (پیام)

اور یہ سب کچھ ضابطہ کے مطابق ہو رہا ہے۔ حکام کے اختیار تمیزی کے استعمال پر اگر رائے عامہ کے نمائندے اس طرح نکتہ چینی کریں تو دفاتر کا نظم و ضبط برقرار رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ ضرورت ہے کہ "تحفظ اختیار تمیزی عہدہ داران" کے لئے ایک قانون نافذ کیا جائے۔

---

"مسودہ قرارداد کے سلسلہ میں جو قیاس آرائیاں ہو رہی تھیں ان سے یہ امید بندھ چلی تھی کہ قائد اعظم جناح مہاتما جی سے ملاقات کریں گے اور کسی حل پر پہنچ جائیں گے لیکن اب اس کا ایسا کوئی موقع باقی نہیں رہ گیا۔ (رعیت)

لیگ کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ وہ مساوات کی بنیاد پر کسی جماعت سے گفت و شنید کے لئے تیار ہے مگر معاصر موصوف کا خیال ہے کہ "ایسا موقع باقی نہیں رہ گیا" یعنی لیگ نے مفاہمت کا دروازہ بند کر دیا۔ مگر کانگریس کا ایک قدیم ترجمان "بمبئی کرانیکل" تحریر کرتا ہے کہ:-

"لیگ کی مجلس عاملہ کی قرارداد میں
کانگریس یا کسی جماعت یا حکومت سے
گفت و شنید کا دروازہ بند نہیں کیا
گیا۔ ......... اب گفت و شنید آغاز
کرنے میں تاخیر نہ ہونی چاہیے۔ اگر
حکومت کوئی سمجھوتہ چاہتی ہے تو گاندھی
جی اور مجلس عاملہ کانگریس کے ارکان کو
فوراً رہا کر دینا چاہیے تاکہ وہ مسٹر جناح
سے ملنے کا انتظام کر سکیں"۔

معاصر "رعیت" کی تعبیر کے ساتھ ساتھ جب ہم "بمبئی کرانیکل" کا اداریہ پڑھتے ہیں تو ہمیں ایک قدیم مقولہ یاد آ جاتا ہے۔

"مدعی سست گواہ چست"

---

مولانا حسرت موہانی نے حیدرآباد سے مسٹر جناح کو ایک برقیہ روانہ کیا جس میں انہوں نے کہا ہے کہ جو آپ نے مہاتما گاندھی کی جو مذمت کی ہے وہ مبنی بر انصاف نہیں۔ وہ "ہم پاکستانی منطقے کے خلاف ہیں جس کا آپ کے اور راجہ جی کے درمیان مذکرہ رہا کہ "ہم آزاد پاکستان کے جس کی تجویز میں نے "وفاق جمہوریہ ہند" میں کی تھی"۔

"آزاد پاکستان" کا نقطۂ نظر "آزاد ہندوستان" کی نشرگاہ سے ضرور سنا ہے۔ ہماری رائے میں ضرورت ہے کہ پاکستان کے جملہ حامیوں کی ایک گول میز یا ملی میز کانفرنس منعقد کی جائے جس میں مسٹر جناح کو شرکت کی اجازت نہ ہو کیونکہ وہ پاکستان کے صرف وکیل ہیں مصنف نہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ کانفرنس حیدرآباد ہی میں منعقد ہو۔

مولانا نے اس برقیہ میں یہ بھی فرمایا ہے کہ "براہ مہربانی صوبہ جات کے بجائے منطقے استعمال کیجئے جو شاید پانچ وفاقی منطقے ہوں گے جس میں مشرقی اور مغربی ہندوستان کی پاکستانی جمہوریتیں بھی شامل ہیں"۔

مولانا کی منطق دریافت کرنے سے معلوم ہوتی ہے۔ صوبہ جات کے بجائے لفظ منطقے استعمال کرنے سے اگر ریاستیں بھی اس میں شامل ہو جاتی ہیں تو ہم حیدرآبادی اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

مژدہ اے ذوق اسیری کہ نظر آتا ہے
دام خالی قفس مرغ گرفتار کے پاس

---

# حیدرآباد میں معاشی کتب خانہ کا قیام

معاشی کمیٹی انجمن طیلسانین عثمانیہ کے زیر نگرانی ایک کتب خانہ بمقام دفتر معاشی کمیٹی اسٹوڈنگ قائم کیا گیا ہے جس میں فنی کتب جمع کی جا رہی ہیں اور اراکین کمیٹی اس کتب خانہ میں علم معاشیات کی نظری اور عملی کتب کے علاوہ حسب ذیل عنوانات سے متعلق کتب، رپورٹیں، رسائل و اخبار وغیرہ جمع کر رہے ہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| (۱) زراعت | (۲) جنگلات | (۳) ماہی گیری |
| (۴) معدنیات | (۵) آبپاشی | (۶) آبکاری |
| (۷) صنعت و حرفت | (۸) مالیات | (۹) تجارت |
| (۱۰) بنکنگ | (۱۱) انشورنس | (۱۲) امداد باہمی |
| (۱۳) تحریک مزدوراں | (۱۴) ساہوکاری | (۱۵) امداد و خیرات |
| (۱۶) مشترکہ سرمایہ دار کمپنیاں | (۱۷) کارخانہ جات | |
| (۱۸) بازارات | (۱۹) اعداد و شمار وغیرہ | |

کتب خانہ مذکور ہی اس طور سے سب کے تعاون سے بہت جلد فنی کتب و رسائل کا ذخیرہ جمع ہو جائے گا۔ حیدرآباد میں یہ کتب خانہ اپنی نوعیت کا پہلا واحد فنی کتب خانہ ہوگا۔ اراکین کمیٹی کے علاوہ اہل فن حضرات و نیز عوام اس کتب خانہ سے کما حقہ استفادہ کر سکیں گے۔ معاشی تحقیق اور معاشی سروے میں اس سے کافی مدد ملے گی۔ جو حضرات مذکورہ بالا فنون سے متعلق اپنی تالیفات و رپورٹیں اور رسائل وغیرہ اس کتب خانہ میں بطور عطیہ دیں گے وہ شکریہ کے ساتھ قبول کئے جا رہے ہیں۔ مختلف محکمہ جات سرکاری ادارہ جات بنک اور کمپنیوں وغیرہ سے بھی استدعا ہے کہ ان کے سالانہ مطبوعات اور وقتی رپورٹیں پابندی کے ساتھ اس کتب خانہ میں ارسال کیا کریں تاکہ اہل ملک زیادہ سے زیادہ ان سے استفادہ کر سکیں اور ملک کی معاشی جد و جہد میں سہولت پیدا ہو اور معاشی ادبیات کے ذریعہ ملک معاشی مستقبل شاندار بن سکے۔ امید کہ جناب والا کرم اپنے تعاون عمل سے ممنون فرمائیں گے فقط

خواجہ حمید احمد
بی اے (آنرز)
معتمد

محمد یوسف الدین
(ایم اے عثمانیہ)

# مسلم لیگ کی قرارداد کا متن

## مطالبۂ پاکستان کا اعادہ

## مساوات کی اساس پر مفاہمت کے لئے آمادگی

ذیل میں اس قرارداد کا پورا متن درج کیا جاتا ہے جو مجلس عاملہ لیگ نے اجلاس بمبئی میں منظور کی ہے:۔

کل ہند مسلم لیگ کی مجلس عاملہ ملک کی سیاسی صورتحال پر کافی غور و خوض کے بعد آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اس فیصلہ پر اظہار افسوس کرتی ہے جو ۸ اگست ۱۹۴۲ء کو کیا گیا تھا جس میں اجتماعی سول نافرمانی کے ذریعہ کھلی بغاوت کو جگہ دی گئی تھی۔ اس تحریک کا مقصد ہندوستان پر کانگریس ہندو تسلط کا قائم کرنا تھا جس کا نتیجہ قانون شکنی اور جان و مال کی تباہی کی صورت میں رونما ہوا۔

مجلس عاملہ کی یہ غور کردہ رائے ہے کہ اس تحریک کا مقصد نہ صرف برطانیہ کو اس امر پر مجبور کرنا ہے کہ وہ ہندو چند گروہ حکومت کے ہاتھ میں اقتدار منتقل کر دے اور اس طرح وہ اپنے ان اخلاقی ذمہ داریوں اور وعدوں کو پورا نہ کر سکے جو مسلمانوں اور نیز ہندوستان کے دوسرے طبقوں سے وقتاً فوقتاً کئے گئے تھے بلکہ مسلمانوں کو بھی اس امر پر مجبور کرنا ہے کہ وہ کانگریس کی شرائط اور حکم کے آگے سر جھکا دیں۔ آغاز جنگ بلکہ اس سے پہلے ہی سے کانگریسی پالیسی کا واضح مطمح نظر یہ رہا ہے کہ برطانیہ کو کانگریس کے ہاتھوں میں ——— جو ایک ایسی ہندو جماعت ہے جس میں اقلیتوں کی تعداد بالکل ناقابل لحاظ ہے اور جو اس ذیلی براعظم کے دوسرے باشندوں کے علاوہ دس کروڑ مسلمانوں کو بار بار کہنا چاہتی ہے ——— اقتدار منتقل کرنے کے لئے یا تو مجبور کیا جائے یا مجبور کیا جائے۔

**کانگریس کا نعرہ۔**

ہندوستان کے لئے حق خود ارادیت کا مطالبہ کرتے ہوئے (جو درحقیقت ہندو اکثریت کے اقتدار کی ایک بدلی ہوئی اصطلاح ہے) کانگریس نے مسلم قوم کو اپنی قسمتوں کا فیصلہ کرنے کے حق کی ہمیشہ مخالفت کی ہے۔ بجز اس کے کہ ۱۹۴۲ء کو آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے ایک قرارداد کے ذریعہ مسلم لیگ کے مطالبۂ خود ارادیت کو پیچیدہ الفاظ میں ترمیم کی ہے اور اس طرح فرقہ واری مسئلہ کی نسبت کچھ تسلیم کیا مگر وہ بند کر دیا حالانکہ ہندوستان کی آزادی کے لئے ایسا کرنا ایک شرط مقدم ہے ایسے سمجھ کر کہ کانگریس بھی ایک نا گریز شرط تسلیم کرتی رہی ہے۔ چنانچہ بیس سال تک کانگریس نے اپنے پروگرام میں اس کو نمایاں جگہ دی تھی۔ لیکن اس کے حالیہ فیصلوں نے اس کو اچانک مسترد کیا اور اس کی جگہ یہ خیال نظریہ پیش کیا کہ ہندو مسلم مسئلہ کا حل تو صرف ہندوستان سے برطانوی اقتدار کے ہٹ جانے کے بعد دریافت ہو سکتا ہے۔

مسٹر گاندھی اور کانگریس کی گفت و شنید آزادی کی تنقیح پر مشتمل نہیں ہوئی بلکہ اس بات پر مشتمل ہوئی کہ حکومت برطانیہ مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کو کانگریس کے رحم و کرم پر چھوڑ دینے سے انکار کیا تھا۔ اگر حکومت برطانیہ ایسا کرتی تو انگلستان اور خاص کر مسلم قوم اس کی شدید مخالفت کرتی جس کے مالی میں کانگریسی صوبوں میں کانگریسی راج کے مظالم کی یاد ابھی تازہ ہے۔

جب کانگریس، مسٹر گاندھی اور کانگریس کو اس بات پر ہموار نہ کر سکی کہ اقتدار کانگریس کے ہاتھ میں منتقل کر دیا جائے تو اس نے "ہندوستان چھوڑ دو" کا نعرہ ایجاد کیا اور اس کے ساتھ ساتھ اجتماعی سول نافرمانی کی دھمکی دی۔

مسلمان آزادی وطن اور باشندگان ہند کی خود مختاری کے لئے اسی طرح مصر ہیں اور یہی کل ہند مسلم لیگ کا مسلک ہے۔ بہرحال مسلمانوں کو یقین ہے کہ کانگریس کی موجودہ تحریک کا مقصد ملک کی زندگی کے جملہ عناصر ترکیبی کے لئے آزادی حاصل کرنا نہیں ہے بلکہ ہندو راج قائم کرنا اور مسلمانوں کے نصب العین یعنی پاکستان کو ایک کاری ضرب لگانا ہے۔

**برطانیہ کی بے اعتنائی۔**

مسلم لیگ کی مجلس عاملہ حکومت برطانیہ کی اس روش اور پالیسی پر بے اطمینانی کا اظہار کرتی ہے کہ ایک طرف تو کانگریس مسلمانوں کے مطالبہ کو نظر انداز کرنے اور دبانے کی کوشش کرتی رہی اور دوسری طرف حکومت برطانیہ مسلم لیگ کے اشتراک عمل کی پیشکش سے بے اعتنائی برتتی رہی۔ کانگریس کو خوش کرنا حکومت کی پالیسی کا مطمح نظر رہا ہے جو نہ صرف لا حاصل اور بے نتیجہ رہی بلکہ آج ملک میں قانون شکنی پر منتج ہوئی۔ آغاز جنگ ہی سے مسلم لیگ تنہا یا دوسری جماعتوں کے ساتھ مل کر نظم و نسق چلانے کی ذمہ داری قبول کرنے اور ہندوستان کی مدافعت کے لئے ملک کے وسائل کو حرکت میں لانے کے لئے تیار اور آمادہ تھی بشرطیکہ موجودہ دستور کے چوکھٹے کے اندر مرکز اور صوبہ جات میں اس کو حقیقی حصہ ملے۔ اور اسی پالیسی کی ترجمانی میں مسلم لیگ نے اس اصول کو قبول کر لیا تھا جو حکومت برطانیہ کے اگست ۱۹۴۰ء والے پیشکش میں مضمر تھا۔

لیکن حکومت نے اس پیشکش کو عملی صورت میں لاتے وقت اس کے اہم اصولوں کی نفی کر دی اور اس طرح مسلم لیگ کے لئے یہ ناممکن بنا دیا کہ وہ باعزت شرائط پر حکومت کے ساتھ اشتراک عمل کر سکے۔ اس واقعہ کے باوجود کہ حکومت نے مسلم لیگ کے تعاون کو ٹھکرا دیا تھا تاہم جاپانی حملے کے خطرہ کو مد نظر رکھ کر مسلم لیگ نے ۲۰ فروری ۱۹۴۲ء اپنے پیشکش کا غیر مبہم الفاظ میں اعادہ کیا۔

اس واقعہ کے مد نظر کہ دول محور کی جانب سے جنگ میں جاپان کی شرکت نے خطرے کو ہندوستان سے قریب تر کر دیا ہے اور دفاع ہند کے مسئلہ کو اہم تر بنا دیا ہے مجلس عاملہ اس امر کا اعادہ ضروری سمجھتی ہے کہ آغاز جنگ ہی سے مسلم لیگ نے ملک کی مدافعت کی ذمہ داری قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے جیسا کہ مسلم لیگ کے اس نقطۂ نظر سے ثابت ہوتا ہے جو انہوں نے ۱۹۴۰ء میں ظاہر کیا تھا۔ مجلس عاملہ پھر ایک بار اعلان کرتی ہے کہ وہ ملک کی مدافعت کی ذمہ داری تنہا یا دوسری جماعتوں کے ساتھ مل کر قبول کرنے کو تیار ہے بشرطیکہ موجودہ دستور کے چوکھٹے کے اندر مرکز اور صوبہ جات میں اسے اقتدار میں حقیقی حصہ ملے اور وہ بڑی تنقیحات متاثر نہ ہوں جو آئندہ دستور کی تشکیل میں مضمر ہیں"۔ لیکن حکومت برطانیہ نے مسلم لیگ کے پیشکش کو بالکل نظر انداز کر دیا۔

مسٹر گاندھی اور کانگریس کی تجاویز میں برطانوی دولت عامہ سے علیحدہ ہونے اور ایک ایسی دستور ساز اسمبلی کے کانگریسی مطالبہ کو قبول کر لیا گیا تھا جس میں ہندو اکثریت ہوگی مگر پاکستان کے قیام کے محض امکان کو تسلیم کیا گیا تھا۔

**مسلم استصواب عامہ۔**

مجلس عاملہ کی قطعی رائے ہے کہ اگر مسلم عوام کو مساعی جنگ کے تیز تر کرنے پر ابھارا جائے اور تمام قربانیوں کے لئے آمادہ کیا جائے تو صرف اس وقت ممکن ہے جب کہ انہیں یہ اطمینان دلایا جائے کہ وہ پاکستان کا نصب العین حاصل کر سکیں گے۔ لہٰذا مسلم لیگ حکومت برطانیہ سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ مزید کسی تاخیر کے آگے بڑھے اور ایک غیر مشروط اعلان کے ذریعہ مسلمانوں کو حق خود ارادیت کی ضمانت دے اور یہ وعدہ کرے کہ مسلمانوں کی رائے عامہ (استصواب) کے فیصلہ کی پابندی کرے گی اور پاکستان کی اسکیم کو ان بنیادی اصولوں کے مطابق روبعمل لائے گی جو مسلم لیگ کی مارچ ۱۹۴۰ء والی قرارداد لاہور میں طے کئے گئے ہیں۔

اقوام متحدہ کے اس اعلان کو مد نظر رکھتے ہوئے جس کا بار بار اعادہ کیا گیا ہے اور جس میں یہ یقین دلایا گیا ہے کہ دنیا کی چھوٹی اقوام کی آزادی اور خود مختاری محفوظ رہے گی مجلس عاملہ دس کروڑ مسلمانان ہند کے اس مطالبہ پر اقوام متحدہ کی توجہ مبذول کراتی ہے کہ ان منطقوں میں انہیں آزاد مملکتیں قائم کرنے کا حق ہے جہاں وہ اکثریت میں ہیں اور جو ان کا وطن ہے۔

مجلس عاملہ کو یقین کامل ہے کہ ہندوستان کے پیچیدہ مسئلہ کا واحد حل پاکستان ہے جو اس ذیلی براعظم کی دو بڑی قوموں ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین رواداری، انصاف اور کامل ہم آہنگی کا موجب ہوگا۔ لیکن اگر کانگریس کا مطالبہ قبول کر لیا جائے تو کروڑہا مسلمان ہندو راج کے جوئے کے تحت آ جائیں گے اور اس کا ناگزیر نتیجہ انتشار اور نزاع ہوگا یا مسلم ہندوستان اور اُن سب چیزوں کا خاتمہ ہو جائے گا جن کا اسلام علمبردار ہے۔

**مفاہمت پر آمادگی۔**

مسلم لیگ نے یہ واضح کر دیا ہے کہ وہ نہ صرف پاکستان اور مسلم آزادی کی علمبردار ہے بلکہ وہ ہندوستان اور ہندوؤں کی بھی آزادی چاہتی ہے۔ ہندوستان کی ایک عارضی حکومت کی تشکیل سے متعلق تجاویز پر غور کرنے اور کسی جماعت سے بھی مساوات کی اساس پر گفت و شنید کرنے کے لئے مسلم لیگ آمادہ تھی اور ہے تاکہ ہندوستان کی مدافعت کے لئے ملک کے وسائل کو حرکت میں لایا جائے اور کامیابی کے ساتھ مساعی جنگ کو تیز کیا جائے بشرطیکہ مسلم ہندوستان کے مطالبات جن کا اوپر اظہار کیا گیا ہے۔

(…)

# عورت بنام مرد

## سنسنی خیز مقدمہ جس کی رُوداد نشرگاہ اورنگ آباد سے نشر ہوئی

(فیچر نوشتہ مولوی غلام طیب صاحب لکچرار اورنگ آباد کالج)

**چپراسی۔** عورت حاضر ہے۔ عورت حاضر ہے۔

**عورت۔** حاضر جناب۔

**چپراسی۔** مرد حاضر ہے۔ مرد حاضر ہے۔

**مرد۔** حاضر جناب۔

**میر منشی۔** چونکہ اس مقدمہ کی نوعیت مخصوص ہے اس میں وکلا کی پیروی نہیں ہو سکتی۔ فریقین کو اصالتاً جواب سوال کرنے ہوں گے۔

**مرد و عورت۔** ہمیں منظور ہے۔

**عورت۔** سرکار! یہ مقدمہ کوئی نیا نہیں ہے۔ تقریباً چار ہزار سال سے ہر صدی میں اسی عدالت میں پیش ہو رہا ہے۔ مگر رد ہوتا رہا۔ اب سنتی ہوں کہ دنیا میں حق اور انصاف کے جھنڈے گڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں ابھی فریاد کے لئے حاضر ہو گئی۔ مگر بھول ہو رہا ہے کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ عدالت مرد ہے یا عورت۔

**مرد۔** حضور والا۔ ذرا عورت کی شوخ زبانی ملاحظہ فرمائیے۔ عدالت کی یہ توہین! کیا یہ نظر نہیں آتا کہ معزز رکن عدالت مرد نہیں تو کیا عورت ہیں؟ یہ تو اس قابل ہے کہ اس کا مقدمہ بغیر سماعت خارج کر دیا جائے۔

**عورت۔** اگر عدالت مرد ہے تو میری فریاد بیکار ہے۔

**جج۔** تم کو اس سے کیا واسطہ کہ عدالت کیا ہے؟ تم اپنا مقدمہ پیش کرو۔

**عورت۔** میں مقدمہ کیا خاک پیش کروں؟ بھلا مردوں کی عدالت میں عورت کی کون سنے گا!

**مرد۔** مناسب یہی ہے کہ بی بی جو کہیں اور جا کر فریاد کریں۔

**جج۔** یہ عدالت عدل خداوندی کی مظہر اور بارگاہ انسانیت کے وقار و عظمت کا نمونہ ہے۔ عدالت نہ مرد ہے نہ عورت۔ تم اپنا مقدمہ پیش کرو۔

**عورت۔** تو کیا مرد اپنے خلاف فیصلہ کر سکتا ہے؟

**جج۔** ہاں۔ انصاف کا تاج کسی کی پروا نہیں کرتا۔ یہ بارگاہ دنیا نہیں۔ جہاں بات زبان کی چلتی ہے۔ بلکہ بارگاہ عدل انسانی ہے۔

**عورت۔** میں معزز عدالت کی ممنون ہوں مجھے امید ہے کہ میرے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔

**مرد۔** معزز عدالت سے درخواست ہے کہ دوران مقدمہ میں بیگم صاحبہ کو عشوہ و ناز و ادا سے کام لینے کی سخت ممانعت کی جائے مجھے اندیشہ ہے کہ یہ چیزیں انصاف میں حارج ہوں گی۔

**جج۔** عدالت اپنی حفاظت کر سکتی ہے۔ اس پر حسن کا جادو نہیں چل سکتا۔

**مرد۔** جناب والا۔ سر پر تو چڑھتا ہے۔

**عورت۔** یہ دیکھئے۔ ابھی مقدمہ پیش بھی نہیں ہوا اور مرد کی چیخیں شروع ہو گئیں۔ بھلا عدالت میں ناز و ادا کا کیا کام۔

**مرد۔** حضور والا۔ عورتیں ہر موقع پر ان ہتھکنڈوں سے کام لیتی ہیں۔ میری عاجزانہ درخواست ہے کہ سماعت کے وقت بیگم صاحبہ نقاب ڈالیں ورنہ ان کے تیروں سے کوئی محفوظ نہیں رہ سکتا۔

**عورت۔** کیا عدالت اتنی کمزور ہے کہ ایک مظلوم کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

**مرد۔**
شیخ وہ آئی بن پہ سلامت ہی
دیکھئے قاتل کا کیا کرے کوئی

**جج۔** وقار عدالت ملحوظ رکھا جائے۔ یہ بزم مشاعرہ نہیں ہے۔

**مرد۔** یا اللہ معلوم ہوتا ہے کہ تیر اپنا کام کر گئے۔

**عورت۔** حضور والا۔ مردوں پر ہمارے بیسیوں دعوے ہیں۔ فوجداری اور دیوانی۔ مگر ہمارا سب سے بڑا مطالبہ یہ ہے کہ ہم کو انسان کا پیدائشی حق آزادی یعنی تحصیل کمال و تکمیل ذات کا پورا حق ملنا چاہئے جس کے نہ ملنے کی وجہ سے عورت روز بروز منزل انسانیت سے گرتی جاتی ہے۔

**مرد۔** جناب والا۔ عورت میں کمال انسانیت کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔ یہ کائنات حسن کی رنگینیوں کا مظہر ہے۔ کائنات کبیر میں داخل ہی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے یہ مطالبہ بیکار ہے۔

**عورت۔** سرکار۔ مردوں کے مشہور فلسفی شاعر گوئٹے نے اعتراف کیا ہے کہ حسن نسائیت کی رہنمائی کے بغیر کوئی فرد ملائے اعلیٰ تک نہیں جا سکتا۔ گریٹشن نے موت سے دوچار ہو کر فاؤسٹ کی روح کو نجات کا راستہ دکھایا۔

**مرد۔** جناب والا۔ کائنات کے دوسرے اسباب کی طرح عورت بھی مرد کے تحصیل کمال کا ایک آلہ ہے اس کا ذاتی شعور کچھ نہیں۔

**عورت۔** بجا ارشاد۔ دیکھی تیری کاملیت۔ باوجود پورے آرام جنت میں بھی بابا آدم اکیلے پھرتے تھے۔ بی بی حوا کے بغیر کام نہ چلا۔

**مرد۔** حضور والا۔ بی بی حوا ہی نے تو آدم کو جنت سے نکلوایا۔ یہ عورت کا پہلا جرم تھا۔ یہ سلسلہ آج تک جاری ہے عورت ہمیشہ پستی کی جانب میلان رکھتی ہے۔ اور وہ اس کی وجہ سے بلند پروازیوں سے محروم ہے۔

**عورت۔** سرکار۔ یہ سب کہنے کی باتیں ہیں۔ حضرت آدم خود جنت سے گھبرا گئے اور حقیقت میں تو بدنام ہوئیں۔ خود نکلے، اور اپنے ساتھ جنتی بیوی کو نکالا۔ مرد میں استقلال اور ضبط کہاں؟

**مرد۔** حضور۔ پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورتیں ناقص العقل ہیں بھلا جو حکمت میں ہیٹا ہو وہ کمال انسانیت کیسے حاصل کر سکتا ہے۔

**عورت۔** اللہ میاں نے پیدا کیا جو جی چاہا بنایا۔ مردوں کو ذلیل سمجھنے کا کیا حق ہے۔

**مرد۔** حضور۔ عورت کا درجہ ہمیشہ مرد سے نیچے رہا ہے۔ خیال فرمائیے کہ فرشتوں نے بھی سجدہ کیا تو مرد کو۔

**عورت۔** حضور یہ قول غلط ہے۔ اللہ میاں کے حکم سے فرشتوں نے اس ہستی کو سجدہ کیا جو جامعہ انسانیت تھی نہ مرد نہ عورت۔

**مرد۔** حضور۔ عورت تو مرد کی پسلی سے پیدا ہوئی۔ اس کی حقیقت ہی کیا ہے۔

**عورت۔** یہ سب مردوں کی مکاری اور عیاری ہے۔ جہاں سے مرد پیدا ہوا وہیں سے عورت۔ اس میں بھی حسن ازل کے جلوے ہیں۔ اور مرد سے بھی بڑھ کر جاگتے ہیں۔

**مرد۔** مذہب اور تاریخ سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔

**عورت۔** اچھا حضور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ فرشتوں نے مرد کو سجدہ کیا تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ بھلا ان سے پوچھا جائے کہ وہ کس کے سامنے سر ٹیکتے ہیں۔ مردوں کے ادب میں معشوق کون ہے اور عاشق کون؟ یا تو یہ جھگڑا ہی مٹائیں یا تو ہم کو معشوق کہنا چھوڑ دیں۔

**مرد۔** یہ لیجئے حضور۔ یہ اپنی والی پر آ گئیں۔ اب فرمائیے۔ کہاں حق آزادی اور کمال ذات کا مطالبہ تھا۔ اور کہاں عاشق معشوق کا مضمون چھڑ گیا۔ حضور یہ عورتیں ہمیشہ اس اداؤں پر مردوں کو مارتی ہیں۔ ان کو غیر متعلق باتیں کہنے کی اجازت نہ دی جائے۔

**جج۔** یہ باتیں غیر متعلق نہیں ہیں۔

**عورت۔** حضور مردوں کا لٹریچر دیکھئے معشوق ہمیشہ کامل ہوتا ہے۔ عاشق کا منتہائے کمال یہ ہے کہ تقرب معشوق حاصل کرے۔ یہ مرد سے کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں۔ کہیں تو معشوق اور گت بنائیں باندیوں کی۔

**مرد۔** حضور جب معشوق کامل ہیں پھر یہ ناقصوں کے ساتھ کیوں رہتی ہیں۔ اور حق کس بات کا مانگتی ہیں۔ ان کو تو فرشتوں کے جھرمٹ میں رہنا چاہئے۔

**عورت۔** میں حسن کمال کی جلوہ گاہ ہوں۔ مجھ میں آگاہی اور حیا ہے مگر مرد نے مجھے دنیائے تمنا میں پھنسا رکھا ہے۔ مجھ کو چھوڑ کر یہ عالم روح میں چلا جاتا ہے۔ میں اس کی نفس پرستی کا شکار ہوں۔ اس لئے آگے نہیں بڑھ سکتی۔

**مرد۔** حضور والا۔ تربیت خداوندی عام ہے۔ ہر چیز ترقی کر سکتی ہے۔ عورت اپنی فطرت سے مجبور ہے۔ اس میں ذوق فنا ہے نہ ایثار۔ یہ منزل انسانیت کو پہنچ ہی نہیں سکتی۔ بھلا کوئی پوچھے کہ روز ازل عشق الٰہی کا بار کس نے اٹھایا تھا۔

**عورت۔** جی ہاں کیوں نہیں۔ دن بھر کام دھندے میں پھنسائے رکھیں اور رات کو سونے نہ دیں۔ خود [illegible] قدرت کی پہیلیاں بوجھتے رہیں۔ اور پھر الزام یہ کہ عورت میں حکمت نہیں ذوق فنا نہیں۔ یہ بندی تو خود ہی آگ میں جل رہی ہے۔ محبت کا بوجھ بیچارہ مرد کیا اٹھائے گا۔ یہ عورت ہی کا حوصلہ ہے۔

**مرد۔** حضور آگ راگ میں جناب ان کا میل قریب ہے۔ دن بھر پھر کام کریں رات کو سونے نہ پائیں۔ اور [illegible] پھیلا رکھی ہے۔ عورت کا منشا تو یہ تھا کہ مرد ایک فرشتہ بن جاتا۔ حضور والا کو اس سے سابقہ نہیں پڑا۔ ہم غریب جورو والوں سے پوچھئے۔

**عورت۔** عدالت بھولی ہے۔ مردوں کی یہ پرانی چال ہے۔ انہوں نے ہم کو کھلونا بنا رکھا ہے۔ یہ نہیں جانتا کہ ہم [illegible] اور چین عورت کی [illegible] نفس کی رعنائیوں میں چلے گا اس کے بس کا کام ہے۔

مرد۔ عورت باتیں بنانا جانتی ہے۔ حضور۔ حق اور صداقت کی حمایت میں ہم میدان جنگ میں سر کٹا دیں۔ عشق و اتحاد میں جان کھپا دیں۔ صدیوں کی رائج سوزی کے بعد کہیں جا کر ہم نے منزل مسرت میں قدم رکھا ہے اور یہ نیک بخت جب دیکھئے کنگھی چوٹی میں مصروف رہتی ہیں۔

عورت۔ حضور۔ زوال کون سی بری چیز ہے۔ دنیا کو اجاڑنے پر مردوں کو فخر ہے۔ سبحان اللہ اور جو سنگار کی پیچھے لوگوں تو ہمیشہ آرائش رہتا ہے۔ مرد کاہے کو ملنے دیں۔

مرد۔ اگر حسن کو آرائش کا ذوق ہے۔ تو پھر مردوں کی نگاہ کیوں۔

عورت۔ اجی مرد کی شکایت یوں ہے کہ جنت سے نکال کر ساتھ لایا۔ دنیا کے جھگڑوں میں پھنسایا۔ اور خود دماغ کے شعور و مسرت کی فضا میں بھاگ جاتے ہیں۔ جب ہر جگہ وہ ہم کو ساتھ رکھتے ہیں تو پھر یہ اکیلا پن کیوں۔ ذرا ان کے کرتوت دیکھئے۔ مجھے اڑائے۔ زندگی بھر کی کے جھوکوں میں ڈالے۔ اپنی پرورش کرائے۔ اور پھر ظلم یہ کہ اکیلا نجات حاصل کرے۔ یہ اندھیر نہیں تو کیا ہے۔

مرد۔ حضور عورت روح اور حس ہے۔ یہ عالم کبریٰ میں جانے کے قابل نہیں ہے۔

عورت۔ حضور مردوں میں کیا لال لگے ہیں۔ ان ظالموں نے ہم کو ولایت، نبوت، قیادت، علم، معرفت ہر چیز سے محروم کر دیا ہے۔ اس لئے بیچارا وجدان سے کم نظر آتا ہے۔ حالانکہ ان منازل میں عورت بجائے مرد کی رہنمائی کی۔

مرد۔ یہ دعوے بے بنیاد ہے۔ انسانی تجربہ اس بات کا شاہد ہے کہ عورت فتنہ و فساد کی جڑ ہے۔ ساحری۔ بیلی۔ شیریں کے چیل فریب مشہور ہیں۔ آج بھی ان کی غارتگری کا وہی عالم ہے۔ یہ دشمن عقل و ہوش ہیں۔ یہ ہمیشہ کی متوالی ہیں اور انہیں کی وجہ سے مرد جہان نیت کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔

عورت۔ حضور مرد کا سر پھر گیا ہے۔ خود اپنی نفس پرستی کا شکار ہو اور الزام دے حسن کو۔ عورت کی دلکشی اللہ کی دین ہے ہم اسی لئے تو ان کے ساتھ ہیں کہ حسن خداداد کے اثر سے اس کو سیدھا کرتے رہیں اور درجہ انسانیت سے گرنے نہ دیں۔ یہ کتنا غضب ہے کہ زمین میں تو ہمارے ساتھ رہتا ہے اور اس کے بعد دامن جھٹک کر یہ جا وہ جا۔ ہم منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔

عشق میں کمی نہ کرے۔ اپنے دانے سے آسمان زمین ایک کر دے اور پھر روٹھے بیٹھنے کی زبان سے ہم کو اینٹھی بینڈی سنائے۔ حضور یہ مرد ہمیشہ شان کی لیتے ہیں کہ ہم مالک کائنات ہیں۔ اور اللہ میاں کے خلیفہ ہیں جب یہ جانتے پاس آتے ہیں تو خلافت صندوق میں بند کر کے آتے ہیں۔ حضور میں انصاف چاہتی ہوں۔

مرد۔ سرکار میں اس کے چیل فریب کا قائل ہو گیا۔ یہ دیکھا ہے کہ دو گھڑی میں حضور کو بھی چکر دے۔ یہ جو مانگے اس کو دے جائے۔ کیسی ہے جادو کی مار۔

عورت۔ حضور۔ میرا سوال صرف اتنا ہے کہ مرد ہر جگہ ہم کو ساتھ رکھیں وہ کیسی ہی جگہ ہو یا کچھ۔ حیوانیت ہو یا انسانیت، جہالت ہو یا معرفت۔

مرد۔ نہیں حضور۔ سب کچھ منظور۔ مگر یہ ساتھ رکھنا غلط ہے۔

عورت۔ ہم ساتھ آئے اور ہر جگہ ساتھ رہیں گے حضور۔ فرشتوں کو حکم دیا جائے کہ اگر یہ اکیلا آسمان پر جائے تو فرشتے اس کو زمین پر پھینک دیں۔

مرد۔ حضور ان نیک بخت سے پوچھا جائے کہ یہ ہر جگہ ہمارے ساتھ چلنے کو تیار ہیں۔

عورت۔ ہاں

مرد۔ میدان جنگ میں

عورت۔ ہاں

مرد۔ آسمان پر

عورت۔ ہاں

مرد۔ جنت میں

عورت۔ ہاں

مرد۔ دوزخ میں

عورت ہاں ہاں

مرد۔ حضور میں دوزخ میں جا رہا ہوں اس کو میرے ساتھ کر دیجئے تو حقیقت معلوم ہوگی۔

جج۔ مقدمہ سماعت ہوا۔ عورت کے عذرات معقول۔ مرد کی زبردستی ثابت ہے۔

حکم دیا جاتا ہے کہ مرد کائنات اصغر و اکبر کی ہر منزل میں عورت کو اپنے ساتھ رکھے۔ ورنہ بارگاہ دنائیت کا باغی سمجھا جائے گا۔ لیکن میری طرح جو پاک نفس مرد دنیا میں جو ہر لطف سے استفادہ نہیں کرتے وہ ہر عالم میں آزاد رہیں گے۔ عورت کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ ان پر اپنے حسن کا جادو نہ چلائے۔

---

**اشتہار**

حاضری مدعی علیہ محکومہ دفعہ ۹ ضابطہ دیوانی بابتہ سنہ ۱۳۴۲ف مرحمہ محکمہ عدالت دیوانی صفنی تعلقہ اورنگ آباد

نمبر مقدمہ ۷۴۷ بابتہ ۴۸ف باجلاس مولوی سید غوث محی الدین منصف تعلقہ اورنگ آباد

مدعی۔ کستور چند ولد [illegible] قوم مارواڑی عمر ۵۵ سالہ پیشہ زراعت ساکن گنگاپور تعلقہ اورنگ آباد بنام [illegible]

مدعی علیہ۔ [illegible] فوت وارث تا مقام [illegible] فرزند [illegible] ۲۳ [illegible] اور [illegible] مساۃ [illegible] زوجہ [illegible] قوم [illegible] عمر [illegible] سالہ پیشہ خانہ داری ساکن موضع کرل کہر تعلقہ اورنگ آباد

دعویٰ۔ درخواست [illegible]

بنام [illegible] ساکن اورنگ آباد حال مقام موضع [illegible] تعلقہ [illegible] ضلع [illegible]

ہرگاہ عدالت ہذا سے تمہارے نام سمن اجرا کئے گئے مگر [illegible] کی وجہ سے سمن کی تعمیل نہیں ہوئی اور نہ تم نے حاضر ہو کر [illegible] کئے لہذا اشتہار ہذا مطابق دفعہ ۹ ضابطہ دیوانی اعلان کیا جاتا ہے کہ تم [illegible] کے وقت حاضر ہو [illegible] ورنہ بصورت غیر حاضری [illegible] کارروائی کی جائیگی۔ دستخط منصف [illegible]

# اصلاحات دستوری کے سلسلہ میں مزید ایک قدم

موثق ذریعوں سے کہا جاتا ہے کہ حکومت سرکار عالی آئندہ چند دنوں کے اندر ان مجوزہ اصلاحات دستوری کے سلسلہ میں مزید ایک قدم اٹھا رہی ہے۔ جس کا اعلان سنہ ۱۳۴۹ف میں ہوا تھا اس طرح مجوزہ اصلاحات آہستہ آہستہ مکمل ہوتی جا رہی ہیں۔ حکومت کا پہلا اقدام ماہ تیر میں اصلاحی کانفرنسوں کے انعقاد کی شکل میں ہو چکا ہے۔ اس سلسلہ میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجوزہ مختلف قانونی مشاورتی مجالس کی تشکیل قریب ہونے کی توقع ہے جو ریاست کے نئے دستور کے ایک اہم حصہ کی تکمیل ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ ان مجالس کی ترکیب طریقہ کار اور اختیارات کی نسبت بہت ہی قریب میں تفصیلی قواعد کا اجرا عمل میں آئے گا۔

ان مجالس کا انفرادی طور پر چند اہم امور سے تعلق ہوگا۔ ان میں مالیہ امور مذہبی متعلق امور زراعتی ترقی، تعلیم، صحت عامہ اور مسائل اوقاف چند مسلم شریک ہیں۔ اس طرح ان مجالس کو ساتھی عملاً قومی تعمیر پر جاری ہوں گی سمجھا جاتا ہے کہ دستور اس قوت کے اجسام کو ایک ایسی بڑی جو نئی مفاد کی قوت بخشتا ہے کہ مذکورہ بالا تمام امور کی پالیسی سے متعلق تمام سوالات اور ان سے متعلقہ تجاویز کو روبہ عمل لانے کے لئے تازہ خرچ کی نسبت ان سے رائے حاصل کی جائے گی۔ اس کے علاوہ امور متذکرہ بالا کے سوا جس کی وسعت ان اجسام کو گیری ہوگی ارکان حکومت اپنے متعلقہ امور میں اگر وہ مناسب تصور کریں دوسرے امور بھی ان کمیٹیوں کے تفویض کریں گے جب وہ یہ محسوس کریں کہ کمیٹی کی رائے مفید ہوگی۔ سمجھا جاتا ہے کہ قانون رکن متعلقہ کو پابند کریگا کہ اپنے فیصلہ کے وقت ایسی قانونی کمیٹی کی رائے یا سفارشات پر توجہ کرے۔ جبکہ قانون کا [illegible] استعمال کرتے ہوئے ارکان حکومت دوسرے امور کو بھی ایسے اجسام کے حوالہ کریں گے۔ سمجھا جاتا ہے کہ قانون کی ہدایت کی بموجب منجملہ اور امور کے ایسے قانونی اجسام کے مرتبہ کو نسبتاً دوسری مجالس کے دیگر ان مجالس کے جو بمناسبت فرمان تشکیل پائی ہوں بلند اور ان امور کی نمائندہ توضیح کا مقصد حاصل کیا جائے گا۔ (اورینٹ پریس)

---

# مسلم لیگ کی قرارداد کا متن

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۷))

غیر مبہم الفاظ میں تسلیم کرلئے جائیں۔

ان حالات میں کل ہند مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کافی احتیاط سے غور کرنے کے بعد مسلمانوں کو مشورہ دیتی ہے کہ وہ اس تحریک میں حصہ لینے سے احتراز کریں جو کانگریس نے شروع کی ہے اور اپنی روزمرہ پرامن زندگی کو برقرار رکھیں۔ مجلس عاملہ کو توقع ہے کہ کسی گوشہ سے مسلمانوں کو کسی قسم کی مداخلت، غیر رواداری یا مسلمانوں کی روزمرہ زندگی میں خلل اندازی کرنے کی کوشش نہ کی جائیگی ورنہ مسلمان مدافعت کرنے اور وہ تمام تدابیر اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے جو ان کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کے لئے ضروری ہوں اور ایسا کرنے میں وہ حق بجانب ہوں گے۔

# ریڈیو کی زبان

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵)

حکمران اتنا عام لفظ ہے کہ اس کے لئے سند کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔

سفیر — شبد ساگر — (اخباروں میں یہ لفظ پایا گیا جمہوریت، وزیر اور حکمران کی طرح عام ہے)

اشتراک — ملاحظہ ہو لاپ لاہور کرشن نمبر ۱۲ یہ لفظ کس طرح دو دو مرتبہ استعمال ہوا ہے!

تجویز — شبد ساگر — (تیج مورخہ ۵ اگست کے ایڈیٹوریل میں پانچ مرتبہ سے زیادہ استعمال ہوا ہے)

نظام — شبد ساگر —

جذبہ — ...... وہ جذبہ اور ولولہ پیدا ہو سکے جو آزادی کی فضا میں اور آزاد لوگوں کے دلوں میں ہی پیدا ہو سکتا ہے (تیج مورخہ ۲۵ اگست سنہ ۳۹ ایڈیٹوریل)۔

قائم مقام — ملاحظہ ہو شبد ساگر

نمائندہ — " "

دنیا — ملاحظہ ہو شبد ساگر نیز "کانپور میں ہیضہ کی دبا" (تیج مورخہ ۱۶ اگست کی جلی سرخی)

چندہ — ملاحظہ ہو شبد ساگر۔

انقلاب — یہ لفظ کم سے کم "انقلاب زندہ باد" کے نعروں کی بدولت تو اعلیٰ سے اعلیٰ اور ادنیٰ طبقے میں اتنا عام ہو چکا ہے کہ اس کو ناقابل فہم اور مشکل لفظ کہنا بڑی جرأت کا کام ہے۔

اتفاقاً تیج کرشن ہندوستان کے ایڈیٹوریل کی ابتدائی تین سطریں پیش کی جاتی ہیں۔ اس ایڈیٹوریل کا عنوان بھی انقلاب ہے "فطرت انقلاب پسند ہے۔ اس لئے دنیا روز اول سے انقلاب پذیر ہے تمام مخلوق اور تمام کائنات انقلاب کے چکر میں ہے۔ انقلاب حرکت کا نتیجہ ہے اور حرکت زندگی کی علامت بلکہ شرط ہے۔ مگر کیا انقلاب ترقی کا یقینی راستہ ہے! انقلاب پذیر دنیا کو ایک لحظہ غور کرنا چاہئے"۔

ایک اور لطف یہ ہے کہ مشکل پسند لاہور مسٹر [illegible] کے اس خط کا عنوان [illegible] دیا گیا ہے اور زبردستی ایسے بدیسی لفظ سے پرہیز کیا جا سکا۔

دیکھا آپ نے حقیقت حامیان ہندی کے اعتراضات کی یہ جو سندیں دی گئی ہیں یہ کسی البلاغ اور الہلال سے ماخوذ نہیں ہیں بلکہ ہندی پرچارنی سبھا کی شائع کردہ لغت شبد ساگر کے حوالے ہیں یا ان اخباروں کے ہیں جن کے کارکن عربی اور فارسی سے دور کا واسطہ بھی نہیں رکھتے۔

یہ صرف ایک مثال ہے ورنہ اردو کے جاننے والے اور حاضر باش خادم ان ہندیت کی کوششوں سے واقف ہیں جو فرقہ پرستی کی تحریک، اخباروں کے مضامین، جلسوں کی روئیدادوں اور ان تمام تحریکوں کو حکومت ہند کے زبان سے متعلق اس کی ... کو اردو کو مشکل اور ہندی کو آسان بنانے کے لئے ہوتی رہتی ہیں۔

اس سلسلے میں انجمن ترقی اردو ہند اور جو کچھ ممکن ہے کر رہی ہے اور کر رہی ہے۔ ہماری زبان اردو والوں

ملک یا ملک دہلی ان کوششوں کی اطلاع پہنچا رہا ہے اور اردو والے ان حضرات کی مساعی جمیلہ کی یہ خبریں سن کر بہت کچھ چونک بھی پڑتے ہیں مگر یہ دیکھ کر رنج ہوتا ہے کہ بعض ان خبروں پر صرف ہنس دیتے ہیں۔ اردو کی اس کس مپرسی پر بعض سرپرست کچھ لکھ دیتا گویا اردو کی تو یوں ہندوؤں تک کیسے بڑے کی دعا لگتا ہے! اور یہ مضمون نیاز فتحپوری سے حریف مطلب مشکل ہوتا ہے!

معاصر مدینہ نے الفاظ کی جو فہرست دی ہے قریب قریب دہلی معاصر پیام (حیدرآباد) نے بھی نقل کی ہے مگر وہاں بھی سرا ہے! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی دل چلے نے ایک فہرست مرتب کر دی اور ہمارے ان دونوں بزرگوں نے "ایضاً" بھی کر لیں گے، کب کے کرتے کرتے کچھ کیا تو یہ۔

معاصر مدینہ کو ایک اور بات بھی یاد دلانا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں تاکہ اردو کی خدمت کرنے میں آئندہ مدد ملے وہ یہ کہ

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اور انھیں ہستیوں نے جو اردو کی جن پر اسے سب سے زیادہ بھروسہ تھا، اردو کا سب سے زیادہ دل پسند آشیانہ صوبہ متحدہ رہا ہے یہیں یہ سب سے زیادہ پھولی پھلی اور یہیں اس کی جڑوں میں زہر ڈالا گیا اور یہ سب اس وقت ہوا جب کہ شمار ہنگش "جگر داد" "بیٹھو" "مستری" اور "مہاشتری" "وغیرہ" "لاگو" ہو رہے تھے۔

معاصر مدینہ نے "ریڈیائی ہندوستانی" کی جب جامع لغت کی سی سنائی اطلاع کا ذکر کیا ہے اس کے متعلق کوئی دیکھی بھی اطلاع مل جائے تو اس پر اظہار خیال واقعی حق بجانب ہوگا۔ ہم کو آج کا انتظار ہے ہمیں امید ہے کہ آل انڈیا ریڈیو کے کنٹرولر مسٹر احمد شاہ بخاری جن کا خاص طور سے معاصر مدینہ نے نام لیا ہے ان افواہوں پر ضروری توجہ کریں گے!

(ہماری زبان)


## اشتہار

بہ تجویز محکمہ عدالت ضلع ورنگل باجلاس مولوی میر احمد علیخان ایم اے ایل ایل بی علیگ ایل ایل بی لندن ایل ایل ایم لندن (صدر)

نمبر مقدمہ ۱۶ / ۱۳۴۹ف بابت لاناظم ضلع

محمود علی فوت احمد سعید صدیقی قائم مقام بنام سید اکبر شاہ وغیرہ مدعا علیہان۔

دعویٰ — درخواست قائم مقامی

بنام — سید اکبر شاہ ولد سید محمود شاہ قوم سید عمر ۳۰ سال پیشہ زراعت ساکن نارلاپور تعلقہ پرکال۔

۲۔ سید محمود شاہ ولد سید محمود شاہ قوم سید عمر ۲۵ سال پیشہ زراعت ساکن نارلاپور تعلقہ پرکال۔

ہرگاہ مقدمہ صدر میں تمہارے نام متعدد مرتبہ نوٹس قائم مقامی ڈگری دار جاری کئے گئے مگر بوجہ عدم حضوری تمہارے بلا تعمیل واپس ہوئے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ بتاریخ ۲۰ آبان ۱۳۴۹ف وقت ۱۱ بجے دن اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر اگر درخواست گذار کی قائم مقامی میں عذر ہو تو پیش کرو۔

آج بتاریخ ۲۰ مہر ۱۳۴۹ف میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ فقط

دستخط صیغہ دار — دستخط سررشتہ دار عدالت


# ہندوستان کے دستوری مسئلہ کا حل

## سر فیروز خان نون کی اسکیم

علی گڑھ۔ ۲۵ اگست۔ سر فیروز خان نون نے کل علی گڑھ یونیورسٹی میں تقریر کرتے ہوئے ہندوستان کے دستوری مسئلہ کے حل کی نسبت اپنی اسکیم کا خاکہ پیش کیا۔

وہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان کو پانچ مقبوضات میں تقسیم کیا جائے۔ بنگال و آسام، صوبہ جات متوسط، صوبہ متحدہ و بہار، مدراس، بمبئی اور پنجاب، بلوچستان، سندھ اور شمال مغربی سرحدی صوبہ۔ یہ پانچ مقبوضات نیوزی لینڈ، آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ کی طرح کامل آزاد ہو سکتے ہیں لیکن بعض امور ہیں جن کی نسبت مرکزی اقتدار اور تمام مقبوضات کی متحدہ سعی لازمی ہے۔ ان کی رائے میں یہ امور دفاع، کروڑگیری، تعلقات خارجہ اور کرنسی ہیں۔

صرف ان چار ابواب کے نظم و نسق کے لئے وہ ایک مرکزی اقتدار کی تشکیل کی سفارش کریں گے جو پانچوں مقبوضاتی حکومتوں کے تمام نامزد شدہ مندوبوں پر مشتمل ہوگا۔ ان مندوبین پر جو اس وقت تک برسر عہدہ رہیں گے جب تک کہ ان کو مقرر کرنے والی حکومت اپنے مقبوضہ میں برسر حکومت رہے لیکن اس اہم شرط کے ساتھ کہ اگر کسی وقت کوئی مقبوضہ مرکزی حکومت کے کام سے غیر مطمئن ہو تو مقبوضہ کو منقطع ہونے کا اختیار حاصل رہے گا۔ لیکن اسی طرح منقطع ہونے والے مقبوضہ کے لئے بھی نقطہ اختلاف اور ہونے پر مرکز میں واپس آنے کی گنجائش رہے گی۔

سر فیروز خان نون نے ان واقعات کی توضیح و تشریح کرتے ہوئے کہا کہ "اگر آپ کسی ریاست سے کہیں کہ اگر آپ ایک بار وفاق میں داخل ہو جائیں تو آپ پھر کبھی اس سے باہر نہیں نکل سکیں گے تو وہ ریاست کے ارباب اس وفاق سے علحدہ رہنے کی امکانی کوشش کریں گے لیکن اگر آپ انہیں انقطاع کی آزادی دیں تو آپ انہیں وفاق میں شریک ہونے اور آزمائش کرنے کی ترغیب دیں گے۔"

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے انھوں نے کہا کہ ہندوستان کا سیاسی اتحاد ایک مقصد عظیم ہے جو ہر ہندوستانی کے پیش نظر رہنا چاہئے۔ اگر یہ حاصل ہو جائے تو ہندوستان دنیا میں طاقتور ترین ملک ہوگا۔ اس نقطہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیں ایسا حل دریافت کرنا چاہئے جس سے مسلم اقلیت کو محسوس ہو کہ جدید صورت حالات انہیں ہمیشہ کے لئے ہندو راج کا تابع نہیں بنائے گی جس سے مستقل طور پر نجات نہیں حاصل ہو سکتی تاوقتیکہ خانہ جنگی یا بیرونی مدد شامل نہ ہو۔


## دواخانہ عثمانیہ

کے نمبروں کے موافق عینکیں بنا کر دیجاتی ہیں۔ فریم و کروکس گلاس ہیڈی وغیرہ ملتے ہیں۔

حاجی عنایت علی یوسف علی

# ترکی کی خارجی حکمت عملی

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱)

برطانوی ترکی اتحاد ہر روز قوی تر ہوتا جا رہا ہے۔ نہ صرف یہ ترکوں کی رائے ہے بلکہ انقرہ کے سیاسی حلقے بھی یہی رائے رکھتے ہیں۔ گذشتہ سال کے دوران میں ترکی اور برطانیہ کے دوستانہ معاہدہ کی تکمیل کے بعد کوئی ایسا واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوا جس کی وجہ سے اقوام متحدہ کو ترکی کی خارجی حکمت عملی کی نسبت کوئی شکایت پیدا ہو سکے۔

جرائد کے رجحانات سے قطع نظر روزمرہ زندگی میں ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں جن سے اس نقطہ نظر کی تائید ہوتی ہے۔ مثلاً برطانوی کونسل کے لئے یہ ممکن ہو گیا ہے کہ اپنی تنظیم کو ترکی میں وسعت دے۔ ترکی کے مدارس، جامعات اور فوجی درسگاہوں کے لئے برطانوی کونسل کی جانب سے اساتذہ بھیجے جا رہے ہیں۔ برطانوی مدارس اور جامعات کی نمائش کے بعد جس کا معائنہ خود صدر جمہوریہ ترکی نے کیا تھا برطانوی کونسل کی جانب سے انقرہ کے اسٹیڈیم میں ایسی تصاویر کی نمائش کی جا رہی ہے جن میں انگریزوں کی زندگی اور برطانوی کارخانوں کے کام وغیرہ دکھائے گئے ہیں۔ ان تصاویر کو دیکھنے کے لئے ہر رات اسٹیڈیم پر لوگوں کا ایک ہجوم رہتا ہے۔ اس سے باشندگان ترکی کی اس ہمدردی کا پتہ چلتا ہے جو ان کو برطانیہ اور اقوام متحدہ سے ہے۔

اس کے برخلاف ارباب اقتدار پانچویں کالم پر اپنی گرفت کو سخت کرتے جا رہے ہیں۔ پانچویں کالم کے ایسے افراد کو جن کی سرگرمیوں سے ارباب اقتدار واقف تھے خاموشی کے ساتھ گرفتار کر لیا۔ اس طرح کی گرفتاریوں کی اطلاعیں ہر روز ملتی ہیں۔

ترکی کی خارجی حکمت عملی کا مرکز برطانوی ترکی اتحاد ہے۔ یہ اتحاد قائم ہو کر تین سال گذر چکے۔ ان تین سالوں کے دوران میں ترکی نے یہ دیکھ لیا کہ کئی معاہدے وجود میں آئے اور توڑ دیئے گئے۔ ترکی کا مفاد متحدہ اور آزاد اقوام کے مفادات سے وابستہ ہے۔ ترکی نے آزادی کا راستہ کبھی ترک نہیں کیا ہے کیونکہ آزادی کے بغیر ترکی کا کوئی مستقبل نہیں۔ (نامہ نگار "ٹائمز آف انڈیا" از انقرہ)

# اسٹاک ایکسچینج

حیدرآباد ۱۹ر مہر۔ آج سہ پہر دفتر معتمدی فینانس میں ایک غیر رسمی اجتماع رہا جس میں نواب کمال یار جنگ بہادر، خان بہادر احمد الدین، راجہ نیالال جی، مسٹر لائق علی خان، راجہ بخشی نواس گیر والی، مسٹر جی ارگھو ناتھ مل، راجہ بنکٹ لال بدوکر، مسٹر پی آر رایچور، سیٹھ نیالال لاہوٹی، مسٹر نادر شاہ چینائی کے علاوہ بلدہ اور سکندرآباد کے اکثر تاجر جو مختلف تجارتی مفاد کی نمائندگی کرتے ہیں شریک اجتماع تھے۔ یہ طے پایا کہ حیدرآباد میں حتی الامکان قریبی مدت میں ایک اسٹاک ایکسچینج کا قیام عمل میں لایا جائے اس خصوص میں ایک کمیٹی تشکیل پائی جو اس نوع کی ایک اسکیم مرتب کرے گی تاکہ اس کو حکومت کے غور کے لئے پیش کیا جا سکے۔

اس کمیٹی کے صدر نواب کمال یار جنگ بہادر اور معتمد مسٹر رو بیلو قرار پائے۔ ارکان میں راجہ نیالال پیٹی، خان بہادر احمد الدین، مسٹر دیکا جی، مسٹر نادر شاہ چینائی، راجہ نیالال لاہوٹی، مسٹر لائق علی خان، مسٹر کیو چند شری لال اور مسٹر جی ارگھو ناتھ مل شریک ہیں۔

اس جلسہ میں یہ بیان کیا گیا کہ حکومت جاریہ قانون تجارت پر نظرثانی میں معروف ہے۔ آنریبل مسٹر غلام محمد وزیر مالیہ و دولت آصفیہ، مولوی لیاقت اللہ خان صاحب معتمد فینانس، نواب رئیس جنگ بہادر معتمد صنعت و تجارت، مولوی احمد محی الدین صاحب ناظم صنعت و تجارت اور حیدرآباد اسٹیٹ بنک کے ڈائرکٹر بھی اس اجتماع میں شریک جلسہ تھے۔

اورینٹ پریس


اخبار "مملکت"
میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

پارچہ جات
الیف۔ ڈی۔ خان اینڈ کمپنی
محی الدین بلڈنگ حیدرآباد

کفایت کی خاطر
ریڈیو لیگ کے رکن بن جائیے
لاوڈ اسپیکر کرایہ پر دیئے جاتے ہیں
پرانے ریڈیو درست اور فروخت کئے جاتے ہیں
سنٹرل ریڈیو ہاؤس
توپ کا سانچہ حیدرآباد

چوبیس گھنٹوں میں۔
ہر قسم سینی جدید ڈیزائن۔ پیمائش زمین تعمیر و ترمیم رجسٹری زمین وغیرہ کے نقشہ جات بنوا کر ایک عدد بولڈر سے ریٹ نب مفت حاصل فرمائیے۔
مالک نقشہ گھر ۲۰۔ گلباغ
سلطان بازار حیدرآباد

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

# سید عبد الرزاق اینڈ کمپنی

کیمسٹ خاص اعلیٰحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

صدر دفتر — چارکمان حیدرآباد دکن — فون نمبر ۲۰۷

شاخیں — عابد روڈ، فون نمبر ۲۷۱ — آکسفورڈ اسٹریٹ سکندرآباد، فون نمبر ۴۵۵



# عزیز

برادرانِ

تاجرانِ غلہ

نظام شاہی روڈ

حیدرآباد دکن



## دیسی صنعت

حیدرآباد کے کاریگروں کے ہاتھ سے بنائے ہوئے

خوش نما شیروانی بٹن

جو ہر قسم کے کپڑوں پر موزوں ہو سکتے ہیں

قیمت (۴ عہ)

ملنے کا پتہ

محمد عبدالرحمن جنرل مرچنٹ چھلی کمان حیدرآباد



## چند جدید اور گران قدر کتابیں

عہد نبوی کا نظام تعلیم :- از ڈاکٹر حمید اللہ (استاذ جامعہ عثمانیہ) ۱۲؍

عربی حبشی تعلقات :- اور نو دستیاب شدہ مکتوب بنام نجاشی از استاذ جامعہ عثمانیہ ۱۲؍

امام ابو حنیفہ کی تدوین قانون اسلامی :- از ڈاکٹر حمید اللہ صاحب استاذ جامعہ عثمانیہ ۱۲؍

قرآن اور سیرت سازی :- از ڈاکٹر میر ولی الدین (استاذ جامعہ عثمانیہ) ۸؍

تاریخ علیات آصفی :- از نصیر الدین ہاشمی عالی

تاریخ بہادر شاہی (تلخیص) مصنفہ بیگ جیون داس ایک شہنشاہ عہد اورنگ زیب (مرتبہ مرزا فرحت اللہ بیگ دہلوی) اسیحی غلام یزدانی (ایم اے) ۱۲؍

تاریخ بیٹ :- از سید باسط علی - پروفیسر عبد المجید صدیقی نے شروع میں ایک جگہ لکھا ہے موصوف نے بڑی محنت سے یہ تاریخ مواد جمع کیا ہے۔ ۲؍۶

نیز :- اردو ادب کی جملہ قدیم جدید کتابیں حیدرآباد کی جملہ مطبوعات ہمیشہ اس قدیم ادارہ سے طلب فرما کر سرپرستی فرمائیے۔

فہرست مفت

مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد دکن



## مہاراجہ ویل جشیل ہیر آئیل

طلائی تمغہ یافتہ

بالوں کو بڑھاتا سفیدی کو روکتا ہے

دماغ کو قوت آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچاتا

اور فرحت بخشتا ہے

قیمت فی شیشی عہ

بھگوان اینڈ کمپنی گلزار حوض حیدرآباد



فون نمبر ۲۲۷

## خزانہ عامرہ کی

موٹر پر

# بنارسی مال

کا مخزن

رام بخش بجے چند (لاڈ بازار)

بیوپاریوں اور ارزاں نرخ پر سپلائی کرنیوالا



## تاج محل

ہیر ڈریسنگ سیلون

لیڈیز اینڈ جنٹس

ڈاکٹر کرلوسکر ترپ بازار حیدرآباد


احمد حسین ... پرنٹر و پبلشر نے ... میں طبع ہو کر ... دفتر حکمت ... سے شائع ہوا۔